باسمہ سبحانہ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

# ضرب شمشیر

بر فتنہ

# پنج پیر

مؤلفہ

مولٰینا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ

موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان

ناشر

مکتبہ مجددیہ مانکی ضلع مردان

باسمہٖ سبحانہٗ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

بر فتنہ

مؤلفہ

مولینا غریب اللہ صاحب ناظم دارالعلوم مجددیہ

موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان

ناشر
مکتبہ مجددیہ مانکی ضلع مردان

# پیش لفظ

بعد الحمد و الصلوٰۃ فقیر غریب اللہ عفی عنہ تمام برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ۔ انسان کے صحیح مسلمان ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں میں نہ الجھے ۔ اور ضروری کام کرے ۔

ہمارے علاقے میں ان دنوں پنج پیر[1] مولوی صاحب نے تفریق بین المسلمین کی ایک جدید مصیبت پیدا کر رکھی ہے اور عوام کے اندر سر پھٹول پیدا کر دی ہے ۔ غیر ضروری اختلافی مسائل کو ضروری قرار دے کر عوام کو آپس میں لڑا رہے ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پنج پیریوں کی آڑ پکڑ کر گمراہ لوگ عوام کو علماء ربانیین حضرات دیوبند سے بدظن اور متنفر کر رہے ہیں ۔ حالانکہ حضرات علماء دیوبند علوم ظاہری اور باطنی کے جامع اور صحیح معنوں میں راسخ فی العلم اولیاء اللہ ہیں ۔ بارک اللہ فیہم و کثر امثالہم ۔ آمین ۔ تو ایسے حضرات علم تصوف اور کرامات کے کس طرح منکر ہو سکتے ہیں ۔

آئندہ اوراق میں علم تصوف اور کراماتِ اولیائے عظام کے متعلق بہت سی حکایات آئیں گی ۔ ان کے متعلق یہ تصریح ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ۔ اپنے کسی مقبول بندے سے کوئی کرامت ظاہر کرا دیتا ہے ۔ مقصد یا تو اس بندے کے مقام بلند کا اظہار ہوتا ہے یا کسی مصیبت زدہ کی حاجت روائی ۔ مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلوی طبع لاہور صفحہ ۷۹ پر ایک واقعہ حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا لکھا ہے ۔ کہ ایک بار حضرت شاہ نقشبند ٹوپیوں کی ایک دکان پر پہنچے اور اس دکان پر امراء کی ٹوپیاں رکھی تھیں ۔ حضرت نے چند ٹوپیاں اٹھا کر اپنے احباب کو پہنا دیں پھر فرمایا کہ جب ہم نے حکام کی ٹوپیاں پہنی ہیں تو حکام والے کام بھی کرنے چاہئیں ۔ چلو حاکم "ماوراء النہر" پر حملہ کرتے ہیں ۔ پھر فرمایا " بردہ زدیم " یعنی حاکم ماوراء النہر کو ہم نے مار ڈالا ۔ احباب نے وہ وقت اور تاریخ نوٹ کر لی بعد کو اطلاع آئی کہ حاکم ماوراء النہر اسی تاریخ کو قتل کر دیا گیا ۔ جب حضرت سے تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ۔ دراں اوقاتے کہ ایں معنی اند

---

[1] پنج پیر مولوی صاحب نے " البصائر " کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے ۔ یہ کتاب بظاہر نواب صدیق خان صاحب غیر مقلد کی کتاب " الدین الخالص " کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے الفاظ تبدیل کر دیئے گئے ہیں ۔

ما ظہور می آمد، اے دوستاں، ما میانہ نیستیم بد ما بے خواست مے گذرانند۔ پھر فرمایا۔ باوجود ایں کمال و قرب کہ حضرت محمدی را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود۔ باو خطاب آمد وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ ازینجا معلوم کن کہ حال بے چارہ امت چہ خواہد بود۔ (ترجمہ) اسے مجاہد جب وہ کام ہم نے کیا۔ ہم درمیان میں نہ تھے۔ بلکہ قدرت خداوندی نے ہماری خواہش بغیر ہم سے وہ کام کرائے۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کتنا کمال اور قرب خداوندی حاصل تھا اس کے باوجود اللہ نے فرمایا کہ "جو لکھ کر تم نے۔ اے رسول اللہ۔ کافروں کو مارے وہ تم نے نہیں مارے بلکہ اللہ سبحانہ نے مارے" تو اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ افراد امت کا کیا حال ہوگا۔

ایسا ہی ایک واقعہ "حکایات اولیاء" مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ طبع لاہور ص ۲۲۵ پر لکھا ہے کہ۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب دیوبندی نے فرمایا کہ حضرت شیخ احمد جام رحؒ ایک بار تشریف فرما تھے کہ ایک عورت اپنے اندھے بچے کو حضرت شیخ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا۔ کہ یا حضرت اپنا ہاتھ اس اندھے بچے کی آنکھوں پر پھیر کر اس بچے کو اچھا کر دیجئے۔ حضرت شیخ احمد جام نے فرمایا۔ میں اس قابل نہیں ہوں (کہ بچے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اس کو اچھا کر دوں) اس عورت نے تین چار بار رد و بدل کیا تو حضرت شیخ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ کام تو حضرت عیسٰے علیہ السلام کا تھا وہ اندھوں کو اچھا کرتے تھے تھوڑی دور چلے تھے کہ غیب سے آواز آئی۔ تو کون ہوتا ہے اور عیسٰی کون اور موسٰی کون۔ پیچھے مڑو اور اس بچے کے منہ پر ہاتھ پھیرو۔ نہ تم اچھا کر سکتے ہو نہ عیسٰی: "ما می کنیم"۔ یعنی اچھا تو ہم کرتے ہیں تم جا کر اس کے منہ پر ہاتھ پھیر دو۔ چنانچہ حضرت احمد جام "مامی کنیم" کہتے ہوئے لوٹے اور جا کر اس بچہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو قدرت خداوندی سے اس بچے کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ تو وہ مامی کنیم کی نسبت اپنی طرف نہیں کر رہے تھے بلکہ مقولہ خداوندی کو دہرا رہے تھے۔ مزید ص ۲۵ پر زیر عنوان "ارباب کرامات کی قسمیں" ملاحظہ فرمائیں۔

یہ واقعات ابتدا میں اس لئے ذکر کر دیئے ہیں کہ آئندہ اوراق میں حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بہت سی کرامات کا تذکرہ آئے گا۔ اس صحیح عقیدہ کے ساتھ ان کرامات کو تسلیم کیا جائے۔

واللہ ولی التوفیق احقر عرب اللہ عفی عنہ از بانگی ضلع مردان

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات



# عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَكَوْتُ وَمَا شَكْوَىٰ لِمِثْلِي بِعَادَةٍ ۔۔۔ وَلٰكِنْ تَفِيضُ الْكَأْسُ عِنْدَ امْتِلَائِهَا

حمد وثنا کے بعد برادران اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ ہماری شامت اعمال کی وجہ سے نئے نئے فتنے ہماری دینی، دنیاوی تباہی کا موجب بن رہے ہیں پھر دنیاوی تباہی گو قابل افسوس سہی مگر دینی تباہی کے مقابلے میں قابل ذکر بھی نہیں۔ اصل افسوس تو دینی تباہی کا ہے کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔ شعر:۔

غم دین خور کہ غم غم دین است ۔۔۔ ہمہ غم ہا فرو تر ازیں است

ان خوفناک فتنوں میں ایک اہم فتنہ وہابیت کا بھی ہے۔ ہمارا علاقہ صوابی مردان بفضلہ تعالیٰ اس فتنے سے محفوظ رہا۔ مگر ان دنوں ضلع میانوالی سے نکلا ہوا ایک فرقہ جس کا ایک مرکز آج کل موضع پنج پیر میں ہے جو بوجہ علانیہ آمین بالجہر اور رفع یدین نہ کرنے اور ٹانگیں نہ پھیلانے کے زیادہ مفید مطلب تھا۔ کیونکہ یہ ایسا ہمرنگ زمین جال تھا کہ جس میں سادہ لوح پرندے آسانی سے پھنس سکتے تھے۔ بس پھر کیا تھا ان کے جیب فراخدلی سے اُن کے لئے کشادہ ہو گئے۔ ان کی آؤ بھگت مہمان نوازی میں خوب دلچسپی لی گئی ان حنفی نما وہابیوں سے حنفی مسلمانوں میں ایک نئے فتنے کو ہوا دی گئی۔ یہ اہم فتنہ مولوی محمد طاہر صاحب ساکن پنج پیر نے شروع کر رکھا ہے۔ اعتقادی باریکیوں کو جو خواص کی سمجھ سے بھی بالاتر ہیں غلط بیان کر کر کے بزرگان دین پر کیچڑ اچھالنا اور بے دھڑک تکفیر مسلمین کرنا ان لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ان کے شاگرد ات رشید وفات شدہ بزرگان کو بھی نام لے لے کر کافر اور مشرک اور نہ جانے کیا کیا بکتے پھرتے ہیں لیکن اس منحوس مشغلہ کی نحوست خود ان پر ہی واپس ہو رہی ہے۔ اور ہو گی۔ کیونکہ سے

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

چراغے راکہ ایزد بر فروزد
ہر آں کس تف زند ریشش بسوزد

افسوس ہے کہ یہ لوگ اس بیہودہ مشغلہ سے عوام الناس کو اولیاء اللہ سے نہیں اپنے آپ سے بدظن کر رہے ہیں اور بزرگان عظام کی توہین کر کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "جو لوگ علمائے دین کی توہین کرتے اور طعن وتشنیع کرتے ہیں قبر میں ان کا منہ قبلے سے پھر جاتا ہے بلکہ (مثلاً کے ایک مشہور وہابی مولوی کے متعلق) فرمایا کہ جس کا جی چاہے (اس کی قبر کھول کر) دیکھ لے غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز کو مکروہ فرمایا" اھ تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۸۳

تعجب تو یہ ہے کہ ان متشدد مولوی صاحب کی اس تحریک کے حمد و معاون وہی غیر مقلد ہیں جنکے متعلق مولوی صاحب کے محترم اساتذہ علمائے دیوبند کا قطعی فتویٰ ہے رجحاً گئے آ رہا ہے کہ یہ بھی مبتدع ہیں ان کی امامت بہر حال مکروہ ہے۔ اور حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحفیات العشر صفحہ ۱۹۳ پہ تحریر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اما المصنفون فاضرهم تصنيفا غير المقلدين۔ ثم قال۔ واهل الاهواء۔ منهم غير المقلدين الذين يدعون اتباع | مصنفین میں مضر تر مصنف غیر مقلد ہیں۔ پھر فرمایا۔ اور اہل اہواء انہیں غیر مقلد بھی ہیں جو اتباع حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں مگر |

ع ۲ قوسین کے اندر کی عبارت تذکرۃ الرشید میں نہیں، غالباً طباعت کے وقت مرتب تذکرہ نے مصلحتاً نکال دی مگر فقیر کو مولانا حاجی سیف اللہ خانصاحب خاکوانی سے بروایت استاد خود مولانا عبد العلی صاحب مرحوم مدرس مدرسہ عبد الرب دہلی عن مولینا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ۔ اسکا نام معلوم ہو گیا۔ مگر صراحت ابھی مناسب نہ معلوم ہوئی۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے متعلق جو مشورے ہوتے تھے۔ یہ مولوی صاحب وہ سب انگریزوں کو بتا دیتے تھے چنانچہ ان مولوی صاحب کو ان خدمات کے صلہ میں انگریز نے "شمس العلماء" کا خطاب اور دوسرے انعامات وغیرہ بھی دئے۔







| | |
|---|---|
| الحديث وانى لهم ذلك | یہ اتباع حدیث انکے نصیب میں کب ہے۔ |

مگر مولوی صاحب نے ان ہی غیر مقلدوں کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اور جہاں مولوی صاحب کا جلسہ ہوتا ہے سب غیر مقلد وغیرہ دکانیں بند کر کے "شدّ رحال" کر کے ان کے جلسے میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہابیوں کے ساتھ مولوی صاحب کے اس گٹھ جوڑ کی وجہ سے عوام میں حضرات علمائے دیوبند کیطرف بھی بدظنی پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو گیا کیونکہ ہر جگہ یہ فرقہ اپنے آپ کو دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہے پھر اپنی خرافات پیش کرتا ہے اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ وضاحت کر دی جائے کہ حضرات علمائے دیوبند کا دامن اطہر ان خرافات سے بالکل پاک ہے اور ان کا مسلک جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہی ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اصل رسالہ سے پہلے وہابیت کا مختصر تاریخی تعارف کرا دیا جائے۔

## وہابیت کی تاریخ

وہابیت کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ اصبہان کے ایک شخص ابن عبد الوہاب نامی نے نجد جا کر عبد العزیز نجدی کو اپنا متبع بنا لیا اس کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان صرف وہابی ہے اور اسکے متبعین، باقی سب لوگ مشرک ہیں۔ چونکہ اکثر لوگ اس طرف کے خارجی تھے۔ اس کی باتوں کو پسند کر کے قبول کیا۔ اور تھوڑے عرصے میں دو لاکھ کی مسلح جمعیت اسکے گرد ہو گئی۔ تو پہلے ۱۲۱۶ھ میں اس نے کربلا کو تباہ کیا پھر حرمین شریفین کی طرف بڑھا۔ آخر سنہ ۱۲۲۳ھ میں بمقام جدہ افواج عثمانی سے کمر توڑ شکست کھائی جمعیت تباہ ہو گئی۔ اور اکثر سے بھی زیادہ حصہ عثمانی بحری بیڑے اور بری فوج کے محاصرے میں آ کر ختم ہو گیا مگر سعود ابن عبد العزیز بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور شاعر دربار عثمانی نے فتح جدہ کی مبارکباد تاریخی جملہ ہرب السعود الخارجی ۱۲۲۳ھ کے لفظ سے نکالی اور انعام پایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عبد الوہاب نجدی اور اس کے اتباع کو خارجی سمجھا جاتا تھا، علامہ شامی نے بھی رد المحتار

جلد ثالث میں بعنوان "فی اتباع عبد الوہاب الخوارج فی زماننا" صراحت فرمائی ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں۔ درمختار میں ہے خارجی وہ لوگ ہیں جو امام کے خلاف بغاوت کریں صرف اپنے آپ کو اہل حق سمجھتے ہیں باقی سب کو کافر، اسی لئے ہمارے جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں اس پر علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں "جیسے کہ ہمارے اس زمانے میں بھی اتباع عبد الوہاب نجدی کا ایسا ہی واقعہ ہوا ہے کہ وہ نجد سے نکلے اور حرمین پر قبضہ جما لیا۔ زبانی تو حنبلی بنتے تھے، مگر اعتقاد یہ رکھتے تھے کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی جو لوگ انکے اعتقاد کے مخالف ہیں وہ کافر اور مشرک ہیں اسی بناء پر انھوں نے اہلسنت اور علمائے اہلسنت کے قتل کو مباح سمجھا بالآخر اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت کو مٹا دیا اور ان پر اسلامی فوجیوں کو ۱۲۳۳ھ میں فتح دی" اھ جلد سوم باب المرتد۔

اور بخاری شریف کی صحیح احادیث میں خارجیوں کی یہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں "وہ قرآن بہت پڑھینگے مگر وہ قرآن انکے حلق سے اندر نہ گذرے گا" اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ انکو اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ شریر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے "ان خارجیوں نے وہ آیتیں جو قرآن پاک میں کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں، مسلمانوں پر چسپاں کرنی شروع کر دی ہیں" اور پنج پیریوں کا بھی یہی معمول ہے۔ اسی طرح حضرات علمائے دیوبند نے بالاتفاق ابن عبد الوہاب کے چیلوں کو خارجی ہی مانا ہے جیسے کہ رسالہ عقائد علمائے دیوبند موسوم المہند صلا پر مصرح ہے اور اس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ و حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا تھانوی صاحبؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے بیشمار اکابرین کے دستخط ہیں جس کا جی چاہے اصل رسالہ دیکھ لے ان تمام شہادات حدیث و فقہ سے ثابت ہو گیا کہ خارجی ہی اپنے آپ کو موحد اور اپنی ٹولی کے سوا باقی کے سب کو مشرک سمجھتے ہیں اور موجودہ پنج پیری بھی انکے ہی مقلد اور متبع ہیں کہ سوائے اپنی ٹولی کے باقی سبکو مشرک سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہم سبکو بچائے۔ آمین۔

الٰہی خیر دور فتنہ آخر زمان آیا ۔۔۔ رہے ایمان و دین سالم کہ وقت امتحان آیا
اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے ۔۔۔ امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے



# نذرِ عقیدت

راقم الحروف اپنی اس تصنیف کو حضرت قیوم زمان اول امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جن کی عمومیت تجدید، دین کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور آجتک ان کی مبارک تحقیقات و معارف علمائے کرام اور مشائخ عظام کے لئے مشعل راہ ہیں اور ہمیشہ کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ رہیں گے۔

آپ کی شان عالی یہ ہے کہ آپ کے شیخ مکرم و معظم خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں "دریں امت دو سہ کس مثل ایشاں می دانم" مناقب احمدیہ صلا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت امام ارہاص ایں دورہ اند۔ و شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است" کلمات طیبات ۱۶۳ اور حقیقت یہ ہے کہ اس عاجز کی کیا طاقت کہ اس بارگاہ عالیہ میں کچھ نذر پیش کرنے کی جرات کر سکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حقیر ہدیہ درحقیقت انہی حضرت الامام قدس سرہٗ کے عنایات و برکات کا ایک قطرہ ہے جو انکی بارگاہ عالیہ میں بطور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

اَهْدِي لِمَجْلِسِهِ الْكَرِيْمِ وَإِنَّمَا ۔۔۔ اَهْدِي لَهُ مَا حُزْتُ مِنْ نَعْمَائِهِ
كَالْبَحْرِ يَمْطُرُهُ السَّمَاءُ وَمَالَهُ ۔۔۔ فَضْلٌ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مِنْ مَائِهِ

احقر غریب اللہ عفی عنہٗ
ناظم دار العلوم محمدیہ ماکی ضلع مردان




Scanned by CamScanner

# باب اوّل

ہمارے مولوی صاحب چونکہ دیوبندی تعلماً اور نقشبندی طریقۃً مشہور ہیں اسلئے پہلے باب میں انکے اساتذہ کرام اور دوسرے باب میں انکے مشائخ عظام کے ملفوظات وتحریرات پیش کیے جائینگے

## حاجی امداد اللہ صاحب کا فرمان

### حمد باری تعالیٰ و مناجات

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک بتایا ہے تو نے ہر اک شئی کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا تھے ناداں ہم تو نے دانا کیا
اتاری پھر ہم پر یہ روشن کتاب کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
نہ کی نیک و بد میں پھر ہم نے تمیز رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
عطا کر وہ بینائی ہم کو اللہ ملے جس سے ہم کو ہدایت کی راہ

### مناجات

الٰہی۔ الٰہی۔ الٰہی۔ اِلٰہ.... ہیں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
الٰہی ہے مجھ کو یہ شرمندگی کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو۔ میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا نہ تو نے سنی گر مری التجا
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا۔ الٰہی تو مولا یہ بندہ تیرا
الٰہی غنی ہے تو اور یہ فقیر الٰہی قوی ہے تو اور یہ حقیر
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحقِ محمد شۂ دوسرا

## نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا — محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے — اسی کا طفیل ہے یہاں جنؐ ہے

نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور — نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا — محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا

محبت محمدؐ کی رکھ جان میں — محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں

محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے — ملے گا تو امداد اللہ سے

الٰہی دعا اس کی کر دے قبول — بحق محمدؐ و آل رسول

بحق ابوبکر صدیقؓ دین — بحق عمرؓ شاہ والا یقین

بحق علیؓ اور عثمانؓ پاک — ہے محو تجھ میں میری جان پاک

پڑھ ان سب پہ امداد تو صبح و شام — ہزاروں درود اور لاکھوں سلام

الٰہی تو کر رحم شام و سحر

مولف و کاتب و خوانندہ پر

منقول از رسالہ جہاد اکبر مصنفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ملتقطاً۔

# فصل اول

## اہل سنت حنفیوں کا غیر مقلدین کے ساتھ اختلاف۔

غیر مقلد وہابیوں کے عقائد اہل سنت والجماعت کے ساتھ سراسر مخالف ہیں اسلئے جو لوگ کہتے ہیں کہ غیر مقلد اور اہلسنت والجماعت حنفی فروعی مسائل میں مختلف ہیں۔ وہ دھوکے میں لوگوں کو ڈالتے ہیں یا خود دھوکے میں ہیں حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ امدادیہ میں خوب تصریح فرماتے ہیں۔

سوال:۔ ایک اشتہار غیر مقلدوں کا دلی سے آیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔" نافہم لوگوں نے فروعی مسائل میں تنازعات برپا کرکے اشتہار و رسائل مشتہر کیئے۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آتا ہے۔ اور لوگ انہی فروعی مسائل کے سبب اختلافی حرمتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں الخ

الجواب:۔ یہ مضمون بظاہر صحیح ہے مگر حقیقت میں (غیر مقلدوں نے دھوکا[1] دیا ہے۔ کیونکہ ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع وجزئیات کے نہیں۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ، شافعیہ کی کبھی نہ بنتی۔ حالانکہ ان میں ہمیشہ صلح و اتحاد رہا مگر ان (وہابی) لوگوں سے نزاع اصول میں ہو گیا ہے کیونکہ سلف صالح خصوصاً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو

---

[1] اس فن میں یہ لوگ بہت ماہر ہیں۔ تین طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں (۱) خود کتابیں لکھ کر دوسروں کے نام لگا دینا جیسے "بلاغ المبین" خود لکھکر شاہ ولی اللہ کے نام لگا دی (۲) گمنام کتابیں شائع کرنا جیسے نواب صدیق حسن خان وہابی نے "دین خالص" نام ساڑھے گیارہ سو صفحہ کی بڑی کتاب بغیر مصنف کے شہرت کے نام کے ۱۲ھ میں شائع کی اور لاہور کے وہابیوں نے مجموعۃ الافادات بغیر نام مصنف شائع کی (۳) دوسروں کی تصانیف میں تحریف کرنا جیسے لاہور کے وہابیوں نے غنیۃ الطالبین میں غلط عبارتیں لکھ دیں مگر طبع مصری غنیہ میں اور پرانی ہندوستانی مطبوعہ غنیہ میں وہ عبارت صحیح لکھی ہے۔ اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاقتصاد میں تحریف کر کے مراد آبادی وہابیوں نے ایک چھوٹا رقعہ بنام کلام المحققین چھاپ دیا۔ جب مولانا تھانوی نے دیکھا تو تعجب ہوا

طعن و تشنیع کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور چار سے زیادہ نکاح جائز رکھتے ہیں اور حضرت عمرؓ کو
در بارہ تراویح بدعتی بتلاتے ہیں اور مقلدوں کو مشرک سمجھ کر مقابلہ میں اپنا لقب "موحدین"
رکھتے ہیں اور تقلید کو (جو واجب ہے) مثل رسم جاہلان عرب کہتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے ما وجدنا
علیہ اٰباءنا اور معاذ اللہ، استغفر اللہ خدا کو عرش پر بیٹھا ہوا مانتے ہیں، فقہ کی کتابوں کو
اسباب گمراہی سمجھتے ہیں۔ اور فقہا (مذاہب اربعہ[۲]) کو مخالف سنت ٹھہراتے ہیں علیٰ ہذا القیاس۔
بہت سے عقائد[۲] باطلہ رکھتے ہیں۔ کہ تفصیل و تشریح اس کی بہت طویل ہے خاص کر جو صاحب
انکی تصانیف ملاحظہ فرماویں۔ ان پر تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائیگی۔ پھر اس پہ عادت تقیہ[۳] کی ہے
موقع پر چھپ جاتے اور اکثر باتوں سے منکر ہو جاتے ہیں۔ پس بوجوہ مذکورہ ان سے بچنا سب امور
دینی و دنیاوی میں بہتر معلوم ہوتا ہے باقی لڑنا جھگڑنا کسی سے اچھا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا
الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم (ترجمہ) اے لوگو!
اپنی جانوں کو بچاؤ، جب تم خود سیدھے راستے پر ہوئے تو گمراہ تم کو نقصان نہیں دے سکتا۔
والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اشرف علی ۸ محرم سنہ ۱۳۱۰ھ انتہی۔

---

چنانچہ تتمہ فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں: "اصل عبارت میں ناقل کی چند خیانتیں معلوم ہوئیں۔ یہ صاحب مدعی عمل بالحدیث کے ہیں۔ پھر افترا۔ کذب۔ تلبیس کو جائز و گوارا فرماتے ہیں۔ ایک اشتہار چھپواؤ جس کی سرخی یہ ہو "بعض غیر مقلدین مدعیان اتباع حدیث کی تلبیس و بے انصافی، ہماری زندگی میں ہم پر یہ افترا، اللہ تعالیٰ رحم فرماوے"۔ ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۲ھ ملتقطاً و مختصراً۔

---

۳ جیسے طلاق ثلثہ کو بغیر حلالہ جائز کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کیلئے (معاذ اللہ) منہ، ہاتھ، آنکھیں، انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے ہیں
اور علمائے حق صرف ابن تیمیہ ابن قیم اور شوکانی کو سمجھتے ہیں باقی تمام علماء کو از سلف تا خلف گمراہ سمجھتے ہیں ۱۲ منہ
۳ جیسے میاں نذیر حسین صاحب و سلیمان جونا گڑھی نے مکہ مکرمہ میں توبہ کی مگر ہندوستان میں آکر پہلے سے بھی سخت ہو گئے
اور پشت پناہ وہابیاں ہزارہ خان زمان خان نے بوقت نکاح مولانا سکندر علی صاحب مرحوم کے سامنے اور بوقت الیکشن
قاضی صاحب کولابٹ کے سامنے توبہ کی مگر دنیا جانتی ہے کہ وہ ویسے کے ویسے ہی ہیں ۱۲ منہ

اس مفصل جواب سے واضح ہوگیا کہ غیر مقلدین کے ساتھ ہمارے اصولی اختلاف ہیں جن کی بناء پر ان سے احتیاط واجب ہے کیونکہ علمائے دیوبند کا اتفاقی فتویٰ ہے کہ ان وہابیوں کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔ دیکھو رسالہ القول الفائق فی امامۃ الفاسق نیز فتاویٰ امدادیہ جلد اول صفحہ ۹ پر ایک سوال کے جواب میں مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے۔

سوال۔ غیر مقلد کے پیچھے حنفی کی نماز ہوتی ہے کہ نہیں۔

۳۔ الجواب۔ غیر مقلد بہت طرح کے ہیں۔ بعض کے پیچھے نماز خلاف احتیاط ہے بعض کے پیچھے مکروہ یا باطل ہوتی ہے اس لئے احتیاط یہی ہے کہ انکے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ اھ مختصراً

۴۔ اور تتمہ فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۳۹ پر فرمایا کہ اگر وہابیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے فتنہ کا خوف ہو تو ان کے پیچھے پڑھ لے پھر لوٹا لے۔ ورنہ نہ پڑھے تاکہ دوسرے مسلمان بچ جائیں (انتہی ملخصاً)۔ ایسے ہی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ

۵۔ غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں، اسلئے ان کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمہ ہے (تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۸۲)۔ ان حوالوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ غیر مقلدین کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات دینی یا دنیاوی رکھنے سخت مضر ہیں۔ اس لئے اس فصل کو ختم کیا جاتا ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے اور ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں دوسرے ان لوگوں کے ذکر سے کتاب بے برکت ہو رہی ہے۔ اللھم اکفنا شرھم بما شئت۔ آمین

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وہابیہ نجدیہ کے متعلق ارشاد۔

حضرت مولانا حافظ ریاض احمد قاسمی اشرفی حال خازن روزنامہ جنگ راولپنڈی نے حضرت اقدس کی خدمت میں حضرت کی تالیف "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" المعروف "برجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین" کے متعلق دریافت کیا کہ کیا حضرت اب بھی وہابیہ نجدیہ اور ان کے بانی کے متعلق وہی خیال رکھتے ہیں جو اس کتاب میں درج ہے، یا حضرت نے رجوع فرمایا؟ اس پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا۔ "اب بھی میرا وہی مسلک ہے جو اس کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اور یہی مسلک میرے اسلاف کرام کا ہے" (ملاحظہ ہو مکتوبات شیخ الاسلام جلد ثانی مکتوب نمبر ۱۱۹ مطبوعہ ...)

# فصل دوم

## ظاہری و باطنی مصائب میں صلحاء کے ساتھ توسل

صلحائے امت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ بھی سنت ہے کہ وہ ظاہری مصائب اور باطنی فتنوں کی مدافعت کیلئے بزرگان ملت کے توسل سے تقویت حاصل کرتے ہیں چنانچہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی رسالہ نورالایمان صـ ۸ پر تحریر فرماتے ہیں النور الاول فی الاستمداد به صلی اللہ علیہ وسلم وقد استمد به الانبیاء من قبل ظهوره فلما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب اسئلك بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تغفرلی فقال له اللہ تعالیٰ قد غفرت لك اذا سالتنی بحقه اخرجه الحاکم فقول ابن تیمیه انه لا اصل له من خرافاته فاستقم صـ ۸ رسالہ نورالایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن مولفہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی مطبع علوی ۱۲۸۲ھ و

۱۔ اختتام رسالہ رمضان ۱۲۷۹ھ در مکہ مکرمہ۔ نیز امام اجل ابن جزری نے ایک دنیاوی مصیبت کے دفعیہ کیلئے حصن حصین شریف تصنیف کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرحت بشارت سے خواب میں مشرف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ سخت مصیبت بالکل ٹل گئی۔ مقدمہ حصن حصین

۲۔ اسی طرح تھانہ بھون شریف کے اطراف میں جب ۱۳۲۸ھ میں ایسی وبا سے طاعون پھیلی کہ ہزاروں لوگ روزانہ مرنے لگے تو اس وقت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات القا کی گئی کہ وہ نشر الطیب تحریر کریں چنانچہ نشر الطیب شریف تصنیف کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی برکت سے قصبہ تھانہ بھون شریف کو بالکل محفوظ رکھا اور بعد میں تجربہ ہوا کہ جس گاؤں میں یہ کتاب نشر الطیب شریف پڑھی جائے وہ جگہ وباء

سے محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ سابق مفتی اعظم دیوبند حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ صفحہ آخر بوادر النوادر پر لکھتے ہیں، کہ " اس کتاب کے متعلق یہ تجربہ ہوا ہے کہ جس جگہ یہ پڑھی جائے وہ جگہ وبائے طاعون سے محفوظ رہتی ہے " انتہی

۴۔ اسی طرح حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل شریف (چپلی) مبارک کے خواص و برکات میں ایک مبارک رسالہ "نیل الشفا بنعل المصطفیٰ ﷺ" تحریر فرمایا اسکے متعلق خود حضرت مولانا تھانوی قدس سرہٗ آخر صفحہ ۲۶۸ نشر الطیب پر تحریر فرماتے ہیں :۔

" جب صرف ان الفاظ میں جو ان کے معنی مدح کی صورت و مثال ہیں پھر ان نقوش میں جو کہ ان الفاظ پر دال ہیں (دلالت کرتے ہیں) اور اس ملبوس میں جو آپ کی نعال ہیں اور پھر ان نقشوں میں جو ان نعال (چپلی) مبارک کی تمثال ہیں (توسل کرنا جائز ہے تو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات واسمائے جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور انکے وسیلے سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہوگا۔ ؎

نام احمد چوں چنیں یاری کند ۔ تا کہ نورش چوں مددگاری کند
نام احمد چوں حصارے شد حصین ۔ پس چہ باشد ذات آں روح الامین

انتہی بلفظہ الشریف صفحہ ۲۶۹۔

۵۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نقش حیات جلد اول صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں :۔ حضرات علماء دیوبند توسل بالانبیاء والاولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف جائز بلکہ اَرجیٰ لِلاِجابت اور مفید تر قرار دیتے ہیں شجرات حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ اور آداب زیارت و ادعیہ مدینہ منورہ اس پر شاہد عدل ہیں۔

۶۔ اسی طرح امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو جب مرض فالج شدید لا علاج لاحق ہوگیا تو لاچار ہو کر قصیدہ بردہ شریف تصنیف کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں عرض کیا خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے بدن پر پھیرا کہ فی الفور سارا مرض جاتا رہا۔ صبح کو امام بوصیری کی ایک فقیر سے راستے میں ملاقات ہوئی تو اس نے درخواست کی کہ جو قصیدہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں تصنیف فرمایا ہے وہ مجھے سنائیے انہوں نے پوچھا کون سا قصیدہ۔ کیونکہ انہوں نے اسوقت تک کسی سے بھی اس قصیدہ مبارکہ کا ذکر تک نہ کیا تھا۔ اس درویش نے کہا کہ وہ قصیدہ جس کا پہلا مصرعہ :- امن تذکر جیران بذی سلم ہے اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہ پورا قصیدہ میں نے اسوقت سنا جبکہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ ومقدسہ میں پڑھا جا رہا تھا اور حضور اقدس خوش ہو ہو کر جھوم رہے تھے۔ یعنی بہت ہی خوش ہو رہے تھے پس بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہ قصیدہ لکھ کر دیا۔

اس وقت سے صلحائے[1] امت نے اس قصیدہ مبارکہ کو حرز جان بنا رکھا ہے کشف الظنون میں اس کی باسٹھ سے زیادہ شرحیں وغیرہ لکھی ہیں سب سے بڑی شرح علامہ ابن مرزوق تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی جو ہزار صفحات کے لگ بھگ کتاب ہے۔ اور اردو میں اس کی بہترین شرح بنام عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ والد ماجد۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی۔ یہ مذکورہ بالا واقعہ کرامت عطر الوردہ اور نشر الطیب سے نقل کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور بھی برکات اس قصیدہ کے نشر الطیب شریف میں نقل کئے ہیں مفصل

---

[1] صلحائے امت کا وہ عمل۔ اور وہابیوں کا یہ عمل۔ کہ پشت پناہ وہابیان ہندوستان نواب معزول صدیق حسن خان نے قصیدہ بردہ پڑھنے لکھنے والے سب لوگوں کو مشرک اکبر قرار دے کر لکھا ہے۔ وھذا المشرك الاكبر الذی لا یغفرہ اللہ۔ اور دلیل میں قصیدہ کے یہ شعر لکھے ہیں۔ ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ . سواك عند حلول الحادث العمم

دیکھو کتاب الدین الخالص صفحہ ۲۹ جلد اول

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات



دیکھنے ہوں تو نشر الطیب شریف ص۲۶۸ دیکھیں نیز نشر الطیب میں بھی تقریباً تمام قصیدہ بردہ متفرق مقامات پر نقل کیا گیا ہے۔

چونکہ اس واقعہ امام بوصیری مذکورہ بالا میں حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے برکات بیان کئے گئے ہیں تو بے اختیار جی چاہا کہ نشر الطیب شریف ص۱۸۰ پر قصیدہ "روح النسیم" سے حضرت مولانا تھانوی نے جو اشعار آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی تعریف و برکات میں بیان فرمائے ہیں مع حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے کئے ہوئے ترجمے کے نقل کئے جائیں۔

## حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے برکات

| | |
|---|---|
| یدها النفع و الضر لمعترف<br>و جاحد فی الادواء و العطر | (ترجمہ) آپ کا ہاتھ ایسا ہاتھ ہے کہ اس میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کے لیے نفع ہے اور منکر کیلئے ضرر ہے سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے۔ |
| کم ابرأت الما اذهبت لمما<br>کم اظهرت لما یقولها شعر | اس ہاتھ نے بہت سے المول کو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو بھی دور کیا اور بہت سے منڈے سر کو ظاہر کیا کہ اسکے سبب سے (سر پہ موئیں) بال جم آئے |
| وکم شفت سقما کم اظهرت مددا<br>کم فرجت کمدا عمن به عور | اس ہاتھ نے بہت سے بیماروں کو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا اور بہت سے رنج کو دور کیا ایسے لوگوں سے جنہیں کوئی خلل تھا |

---

سلہ مولوی غلام خان صاحب نے جواہر القرآن ص۱۲۱ میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نفع نقصان دینے کی کچھ بھی طاقت اللہ تعالےٰ جل شانہ کی طرف سے نہیں دی گئی۔ مگر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کو سبب حاجت روائی اسنافع وضار لکھ رہے ہیں۔

 دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

وردت الشاة منها والحصا نطقت — اور اس ہاتھ سے خشک بکری نے دودھ دیا اور اس میں
فيها واورقت الاغصان والشجر — کنکر بولے اور شاخیں اور خشک درخت ہرے ہو گئے
والقوم من رميها يوم اللقاء عموا — اور قوم کفار اس ہاتھ کے خاک پھینک دینے سے اندھی ہو گئی
ومن اصابعها الامواه تنفجر — اور اس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے۔
فلا ترم حصر آيات له ظهرت — پس اے مخاطب! آپکے جو معجزات ظاہر ہوئے ہیں ان کے
الا اذا كان يحصى الرمل والمدر — شمار کرنے کا قصد مت کر کیونکہ وہ بے شمار ہیں، مگر جس وقت
کہ ریت اور سنگریزوں کا شمار کیا جاوے (اور ظاہر ہے کہ ان کو
کوئی نہیں گن سکتا) اھ

يارب صل وسلم دائما ابدا — اے اللہ ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام بھیج اپنے اس حبیب پر
على حبيبك من زانت به العصر — جس کی برکت سے زمانے مزین ہو گئے۔

# فصل سوم

## تصوف حاصل کرنیکے بیان میں

۱۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ ص۱۵ پر وصیت فرماتے ہیں۔

ہر دعا کے بعد رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا پڑھ کر دعا کیا کریں اپنے اوقات کو معاش اور معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں۔ اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں اھ

۲۔ حضرت مولانا تھانوی کا فرمان:۔

طلباء پر لازم کیا جاوے ...... دوم کتب اخلاق (تصوف) درس میں داخل کریں اور بعد فراغت (از علم) طلبا التزاما محققین اہل اللہ کی خدمت میں حسب گنجائش قیام کریں اور ان سے آداب واخلاق سیکھیں اور انکی صحبت سے برکت حاصل کریں۔

(اصلاح انقلاب امت)

# آداب شیخ

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تعلیمات العشرہ میں تحریر فرماتے ہیں

۴۔ آداب شیخ یہ ہیں۔

مرشد کی خدمت میں حاضری سے پہلے مسواک کرے۔ عام مجلس کو سلام کرنے کے بعد خاص ان کو علیحدہ سلام کرے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو۔ ان کے ساتھ اعتقاد مجزانہ کرے جو بات انکی خلاف لگے اس کی تاویل کرے۔ یہ پختہ یقین کرے کہ میرا مطلب صرف ان کی ذات ہی سے حاصل ہوگا۔ اور اگر ان کو چھوڑ کر اور طرف گیا تو ان کے فیوض و برکات سے محروم ہو جائے گا۔ ان کے بتلائے ہوئے وظیفے میں کمی بیشی نہ کرے انکے کسی کام کو انکے حکم بغیر نہ کرے۔ ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں سے اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر بھی پڑتا ہو ان کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے، انکے وضو کرنے کی جگہ پر وضو نہ کرے ان کے سامان لوٹا لاٹھی چھتری، کو استعمال نہ کرے۔ ان کے سامنے کھائے پیئے سوئے نہیں۔ ان کی مجلس اگرچہ اوجھل ہی ہو پھر بھی اس طرف پاؤں لمبے نہ کرے۔ پیشاب نہ کرے تھوک نہ پھینکے ان سے زبان یا دل سے کشف و کرامت کی خواہش نہ کرے۔ ان کے سامنے اپنا ذکر، ورد وظیفہ کچھ نہ کرے بلکہ ان کی طرف بالکل متوجہ ہو کر بیٹھے۔ جو فیض چاہے کسی طرف سے آئے اس کو اپنے شیخ کی طرف سے ہی سمجھے یہ تمام پابندیاں تب ہیں۔ جب مرشد کامل اور جامع ہو ورنہ ان مصنوعی لوگوں سے بہت بچے جو انسان کی صورت میں شیطان ہیں۔ ا۔ صہ ۱۳ / ۹۴

باطنی آفات کے علاج کے بیان میں فرماتے ہیں:۔

باطنی آفات میں سے کبر حسد بغض۔ دنیا کی لمبی لمبی امیدیں باندھنی ہیں اور ان کا علاج صرف اہل اللہ کی مجلس و خدمت ہے اور اخلاق و تصوف اور بزرگوں کے حکایات و واقعات کی کتابیں پڑھنا ہے اور ان تمام آفات کی اصلی جڑ غفلت از مولیٰ ہے اور اس کا علاج

بزرگوں کے بتلائے ہوئے طریقہ ذکر و مراقبہ کی پابندی ہے اور ان تمام مصائب سے نجات اور تمام حاجات کے پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل اور تشفع خلوت و جلوت میں بہت مفید ہیں اور اشعار تضرع کے بعد اشعار تشفع یہ ہیں۔ کتاب مذکور ص ۱۱۵

یاحبیب الالہ خذبیدی    مالعجزی سواک مستندی

کن شفیعا لذلتی واشفع    یاشفیع الوری الی الصمد

فما اعتصامی سوی جنابک لی    ولیس یاسیدی الی احد

غیر عرواک لیس فی الدارین    لعلیل ذلیل معتمدی

صلوتی علیک فی الملوین    کان متجاوزا عن العدد

وعلی آل بیتک طرا    وعلی اھلک الی الابد

وعلی الصحب کلھم اجمع    فھم نجوم الھدی الی الرشد

وعلی التابعین ھم کانوا    لخیام السداد کالوتد

استعینوا العاجز مضطر    شمروا ذیلکم الی المدد ص ۱۹۵

یہ اشعار حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہیں اور حضرت اقدس مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر الطیب شریف ص ۱۶۲ پر مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی کے رسالہ شیم الحبیب سے اسی ردیف قافیہ اور وزن کے اشعار نقل فرمائے اور خود ان کا ترجمہ بھی منظوم ہی فرمایا اسلئے ان اشعار میں سے چند شعر یہاں بھی بطور تبرک نقل کئے جاتے ہیں۔

---

ے غوث الاعظم کا لفظ شاید وہابی حضرات کو کھٹکے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے عرض ہے کہ نواب معزول بھوپال اپنی کتاب حطہ فی ذکر الصحاح الستہ صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔ اَن الغوث الاعظم والقطب الافخم الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اھ

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجأ سواک اغث — کن مغیثا فانت لی مددی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — اے میرے مولا خبر لیجے میری

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ — مسنی الضر سیدی سندی

اے بن عبداللہ زمانہ ہے خلاف — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

یا رسول الالہ بابک لی — من غمام الغموم ملتحدی

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسولؐ — ابر غم گھیرے نہ مجھ کو پھر کبھی

فصلی علیک بالتسلیم

آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا

مضعفا عند حضرۃ الصمد

حضرت حق کی طرف سے دائمی۔

## فصل چہارم

### اپنے شیخ کے ساتھ محبت میں

(۱) قطب وقت حضرت مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۶۱ پر فرماتے ہیں:۔

"میرا حضرت حاجی صاحب کے ساتھ برسوں یہ تعلق رہا ہے کہ بغیر ان کے مشورے کے میری نشست و برخاست نہیں ہوئی حالانکہ حضرت حاجی صاحب مکہ شریف میں تھے اور میں گنگوہ میں"۔

(۲) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت گنگوہی کی

خدمت میں عریضہ خادمانہ تحریر فرماتے ہیں۔ مکاتیب رشیدیہ ص۲۷

حضرت سیدی و مولائی وسیلۃ یومی و غدی ادام اللہ ظلال برکاتکم۔ کمترین غلامان کہترین عقیدہ بوسان ننگ خدام نظر لطف کا امیدوار خلیل ذلیل تبلیغ تسلیمات و تحیات کے بعد ملتمس عرضداشت ہے۔ اھ۔

(۳) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ اسیر مالٹا اپنی کتاب احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ ص۳ پر حضرت گنگوہیؒ کے متعلق یہ پاکیزہ الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مطلع الانوار، منبع الاسرار، ذریعہ مغفرت تہی دستاں، وسیلہ نجات درماندگان رونق شریعت، زینت طریقت سیدنا و مرشدنا مولانا الحافظ الحاج رشید احمد بارک اللہ فی رشدہ و ارشادہ الخ ——— یہ رسالہ دیہات میں مسئلہ جمعہ فی القریٰ کی تحقیق و تردید میں ہے اور بڑا مبسوط مفصل رسالہ بڑی تقطیع کے ۲۳۶ صفحات کا ہے۔ اھ

(۴) حضرت مولانا گنگوہیؒ مولانا حکیم عبد العزیز صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ "سفر حج تو پہلے ہو گیا۔ فرض ادا ہو گیا اب صحت اچھی نہیں وغیرہ عذر بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔"

"سو وجہ تو یہ ہے ورنہ دل میں ہوس زیارت مرشد نا ہے۔ یہ تو منہ نہیں کہ محبت کہوں ہاں ہوس ہے اگر وقت پر غلبہ ہو گیا تو چل دوں گا۔ (مکاتیب رشیدیہ ص۷۶)

(سبحان اللہ کیا عشق مرشد ہے کہ دل میں نہ زیارت کعبہ کی ہوس نہ سعی صفا و مروہ کی نہ زمزم کی نہ طواف کی نہ منا و عرفات کی اگر ہوس ہے تو زیارت مرشد کی اللہ اللہ یہ رابطہ ہو تو ایسا ہو کہ گنگوہ میں تو برسوں شیخ مقیم مکہ کے مشورہ بغیر نشست و برخواست نہ ہو۔ اور اگر مکہ جائیں تو وہاں بھی صرف مرشد کی زیارت کی ہوس ہو۔ وہابی تو سن کر مشرک ہی کہہ دینگے۔)

(۵) امداد المشتاق ص۱۱۵ پر حضرت مولانا تھانوی نے حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ مہاجر (امدنا اللہ تعالیٰ بامدادہ) کا ایک ملفوظ مبارک ملفوظ ۲۸۸ درج کیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایک بار (اپنے) پیر و مرشد (حضرت خواجہ نور محمد

جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ) کی شان میں ایک مخمس کہا چونکہ مجھے سنانے کی تاب نہ تھی کسی اور سے معرفت سنوایا آپ نے فرمایا. خدا و رسول کی صفت بیان کرنی چاہیئے. میں نے عرض کیا کہ میں نے غیر خدا و رسول کی مدح نہیں کی تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب (مرشد حضرت خواجہ نور محمد) نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عطا فرمایا ہے. گویا وہ خلعت اس مخمس کا صلہ تھا. سرخ کپڑا کنایہ دو امر کا ہوتے ہیں مرتبہ محبوبیت و مرتبہ شہادت. الخ اس مخمس کے چند اشعار یہ ہیں. ؎

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ  تم ہو اے نورِ محمد خاص محبوب خدا
عشق کی پرسش کے باتیں کاپتے ہیں دست و پا  تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

ملکہ طوں در پہ تیرے مدہوش ہیں ہم سے فروش  جام الفت سے تیرے میں ہی نہیں اک جرعہ نوش
پر یہی کہکر اٹھے ہیں جب انہیں آیا ہے ہوش  دل میں ہے انکے بھرا اک بادہ وحدت کا جوش
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا  آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا
آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا  بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
اے شہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا.

(حاشیہ از مولانا تھانویؒ) قولہ. غیر خدا و رسول کی مدح نہیں کی. (حاشیہ) یعنی منتہا اس مدح کا آپ کا تعلق خدا و رسول کے ساتھ ہے تو آپ کی مدح بھی خدا و رسول ہی کی مدح ہے. اھ.

# فصل پنجم

## مزارات اولیاء اللہ سے استمداد اور فیض یابی

۱۔ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نوے دفتر ثالث میں تحریر فرماتے ہیں:۔

روضہ منورہ (حضرت مجدد صاحبؒ) کے برکات کا کیا بیان ہو سکے کہ ہم جیسے قاصر فہم لوگوں کی سمجھ سے بہت بلند و دور ہیں ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق اس کے برکات سے حصہ پاتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و کنہ تک کون پہنچ سکتا ہے۔ اھ

۲۔ نیز مکتوب ۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ہاں اگر پیر دستگیر (حضرت مجدد صاحب) کے روضہ اطہر کی زیارت اور اس کے مجاوروں کی ملاقات کی نیت سے (حجاز چھوڑ کر سرہند) آئیں تو بھی گنجائش ہے۔ اھ

۳۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ حضرت مولانا صدیق احمد صاحب (والد ماجد مولانا فاروق احمد شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاول پور) کو ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جب مزار مبارک حضرت مجدد صاحب پر حاضری ہو تو مجھ اس ناکارہ کے واسطے بھی خیال رکھنا اور زبانی مزار مبارک پر بہ نشان نام سلام عرض کرنا۔" اھ۔ تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۳۱

۴۔ پھر انہی مولانا صدیق صاحب کو ایک دوسرے خط مبارک میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قیام بر مزار مبارک حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بہت عمدہ ہے" (اھ تذکرۃ الرشید ص۹۱)

۵۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا ایک ملفوظ شریف مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد المشتاق ص۱۱۳ پر تحریر فرمایا ہے۔

"حضرت (خواجہ نور محمد صاحب) نے فرمایا کہ تم مجرد تھے میرا ارادہ تھا کہ تم سے ریاضت

مجاہدوں کا مشیت باری سے چارہ نہیں عمر نے وفا نہ کی۔ جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا میں رو چار پائی کی پٹی کا بازو پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے تمہیں فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا فرمایا (حضرت حاجی صاحب نے) میں نے حضرت کی قبر مبارک سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔ انتہی۔

اب ذرا متقدمین حضرات کا مزارات مشائخ و اولیائے کرام کے ساتھ معاملہ ملاحظہ ہو۔

خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد جلد اول صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ حضرت ابو علی حسن بن ابراہیم خلال فرماتے ہیں ما همنی امر فقصدت قبر موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق فتوسلت به الا سهل الله لی ما احب۔ (ترجمہ) ہمیشہ مجھے جب کوئی مشکل کام پریشان کرتا تو میں حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کی مزار مبارک پر حاضر ہوتا اور ان کے توسل سے دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ میرا مطلب آسان فرما دیتے۔

(۲) اسی کتاب میں صفحہ ۱۲۱ پر ہے کہ۔ احمد بن عباس فرماتے ہیں کہ میں اہل بغداد کے فتنہ و فساد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ کر چل نکلا راستہ میں مجھے ایک بزرگ ملے فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا بغداد چھوڑ کر آیا ہوں کیونکہ وہاں فساد بہت ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں بغداد زمین میں غرق نہ ہو جائے تو انہوں نے مجھے فرمایا۔ ارجع ولا تخف فان فیها قبور اربعة من اولیاء الله فهم حصن لهم من جمیع البلایا قلت من هم قال ثم الامام احمد بن حنبل و معروف کرخی و بشر حافی و منصور بن عمار فرجعت و زرت القبور ولم اخرج تلك السنة۔ (ترجمہ) کہ واپس چلو اور مت ڈرو بغداد میں چار اولیاء اللہ کے مزار ہیں جو بغداد کیلئے تمام بلاؤں سے حصن رقلعہ ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہاں امام احمد بن حنبل معروف کرخی بشر حافی اور منصور بن عمار ہیں۔ پس میں نے واپس آکر ان مزارات کی زیارت کی اور اس سال نہ نکلا۔ نیز خطیب اپنی سند سے فرماتے ہیں کہ حضرت

ابراہیم حربی فرماتے تھے کہ قبر معروف الترياق المجرب کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار شریف قضائے حوائج کیلئے تریاق مجرب ہے۔

(۴) یہی خطیب حضرت ابو عبداللہ بن المحاملی سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ:۔ اعرف قبر معروف الكرخي منذ سبعين سنة ما قصده مهموم الا فرج الله همه۔ میں حضرت معروف کرخی کی مزار مبارک کو ستر برس سے جانتا ہوں جو مصیبت زدہ بھی اس مزار مبارک کا ارادہ کر کے آئے اور خدا سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور فرما دیتے ہیں۔

اور فقہ حنبلی کی مشہور کتاب کشاف القناع شرح متن الاقناع جو نجدی علماء کی معرفت چھ جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے اور سلطان ابن سعود نجدی کی طرف سے خاص خاص علماء کو تحفۃً دی جاتی ہے اس کی جلد ثانی ص۵۹ پر ہے۔ قال ابراهيم الحربي الدعاء عند قبر المعروف الترياق المجرب۔ اھ

۵۔ یہی خطیب علی بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر روزانہ جاتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آ جائے تو میں وہاں جا کر دو رکعتیں پڑھ کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ انی لاتبرك بقبر ابي حنيفة واجيئ الى قبره في كل يوم فاذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت الى قبره وسألت الله الحاجة فما تبعد عني حتى تقضى۔

۶۔ یہی خطیب اپنی سند سے قاضی ابو القاسم علی بن محسن تنوخی حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ قاضی ابو القاسم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے خلیفہ نے مقبرۂ نذور کے بارے میں پوچھا میں نے عرض کیا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے حضرت عبداللہ بن محمد کا مزار ہے ان کو ایک عباسی خلیفہ نے دھوکے سے زندہ زمین میں دفن کرا دیا تھا۔ اور اسے قبر نذور اسلئے کہتے ہیں کہ یہاں جو منت

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات



مانی جائے وہ ضرور ہی پوری ہو جاتی ہے خلیفہ کو میری بات پسند نہ آئی کہنے لگا۔ کبھی اتفاقاً کوئی بات صحیح ہو جاتی ہوگی اور عوام نے اسے بڑھا چڑھا کر روایتیں گھڑ لی ہیں۔ میں چپ ہو رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ایک صبح مجھے خلیفہ نے بلایا اور کہا کہ چلو قبر نذور پر، وہاں گئے وہاں خلیفہ نے دو رکعت نماز پڑھکر لمبا سجدہ کیا اور مناجات کی کہ اسے اس کے خدا کے سوا کسی نے نہ سنا اور وہاں سے آ گئے۔ تھوڑے دنوں بعد مجھے خلیفہ نے پھر بلایا اور پوچھا کہ تمہیں مقبرہ نذور کے بارے میں میری باتیں یاد ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں نے وہ بات تیرے سے لحاظ سے نرم کی تھی ورنہ میرے دل میں یہ تھا کہ یہ سب دھوکہ ہے اور بکواس ہے۔ مگر چند روز گذرنے پر مجھ پر ایک ایسی مصیبت آ گئی کہ اگر سب خزانے اور تمام فوجیں بھی ختم ہو جاتیں تو بات بنتی نظر نہ آتی تھی۔ پس اچانک میرے دل میں مقبرہ نذور کا خیال آ گیا۔ کہ چلو منت مان کر تصدیق ہی کیوں نہ کر لیں۔ پس میں تمہارے ساتھ گیا اور وہاں منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرا یہ کام کر دیا تو دس ہزار روپیہ یہاں دوں گا۔ پس تھوڑے دن بعد ہی گذرنے پائے تھے کہ مجھے خوشخبری آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کام میرے حسب منشاء کر دیا پس میں نے اسی وقت ابی ریان خزانچی کو کہا کہ دس ہزار روپیہ وہاں پہنچا دے۔

حضرت حاجی صاحب اپنے متوسلین کو ضیاء القلوب میں ہدایت فرماتے ہیں۔ اصل فارسی کا ترجمہ یہ ہے۔ "اولیاء و مشائخ کے مزارات کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا رہے اور فارغ دلی کے وقت انکے مزارات پر بیٹھ کر انکی روحانیت کی طرف توجہ کرے اور ان کی حقیقت کو اپنے مرشد کی طرح تصور کر کے ان سے فیضیاب ہو اور برکت حاصل کرے۔ الخ

اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر چلہ کشی کا مفصل طریقہ مطابق سلسلہ چشتیہ و قادریہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ماہ شعبان کو عصر سے پہلے اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آخر کی دو سورتیں اور کلمہ

٭ خطیب بغدادی اور انکی تاریخ کی حالت شان دیکھنی ہو تو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کی کتاب بستان المحدثین شریف دیکھیں۔

 دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

تمجید پڑھتا ہوا اپنے مرشد کے ذریعے اپنے بزرگان سلسلہ کی ارواح سے استمداد و اعانت چاہتا ہوا حجرہ چلہ میں داخل ہو جائے۔ پھر فاتحہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مشائخ طریقت کی ارواح کی طرف پڑھ کر ان کی روحانیت سے اپنی استقامت کے لئے استمداد چاہے۔ الخ

اور بوادر النوادر ص ۵۸ پر مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سوال مع جواب درج ہے۔

سوال:- اہل اللہ کی قبر سے استفاضہ کا بطور صوفیہ کیا طریقہ ہے ان کے مزار پر اگر جانا ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے کہ انکے فیضان روحانی سے طالب مستفیض ہو؟

الجواب:- اول کچھ پڑھ کر بخشے پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے متصل ہو گئی ہے اور اس سے احوال خاصہ منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔

اور مجموعہ قربات عند اللہ کے آخری شجرہ شریف کے خاتمہ ص ۲۲ پر مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ نے بعض ضروری نصائح از ضیاء القلوب لکھے ہیں ان میں یہ نصیحت یہ بھی ہے۔

" اولیاء کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جا کر ایصال ثواب کرے۔"

# فصل ششم

## کرامات اولیاء اور ان کی حقیقت

تذکرۃ الرشید میں ہے۔

ہر کس کہ کمال اولیاء را نشناخت — چوں نعمت خاص بے بہا را نشناخت

پس شکر نگفت وحب ایشاں نگزید — میدان بہ یقیں کہ او خدا را نشناخت

حضرت مولانا تھانوی نے کرامات امدادیہ میں مسئلہ کرامت اولیاء کو مفصل لکھا ہے پھر اصول الوصول اور التکشف عن مہمات التصوف ص ۳۸۴ اور بوادر النوادر ص ۷۵۲ پر بھی درج کیا ہے جو کتاب مل سکے

تفصیل کیلئے دیکھی جائے مختصر درج ذیل ہے۔

(۲) مسئلہ اوّل:۔ کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو نبی علیہ السلام کے کسی کامل متبع سے صادر ہو اور خلاف عادت ہو، اگر وہ شخص صرف مدعی تو ہے مگر متبع کامل نہیں یا بالکل متبع ہی نہیں جیسے فاسق یا کافر تو پھر وہ کرامت نہیں بلکہ استدراج ہے۔

(۳) مسئلہ ہشتم:۔ اور کرامت کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ اسباب طبعیہ سے وہ اثر پیدا نہ ہو یہاں دو غلطیاں لگ جاتی ہیں۔ بعض لوگ تو مطلق عجیب امور کو کرامت سمجھ کر ان کے معتقد بن جاتے ہیں، آجکل اس قسم کے بہت قصے ہو رہے ہیں۔ (جیسے) مسمریزم، ہمزاد، طلسمات و شعبدات، تاثیرات عجیبہ ادویات سحر نظر بندی وغیرہ کہ اس میں بعض کے آثار محض خیال اور بعض کے اسباب طبعیہ سے مربوط ہیں مگر کرامت ان سب خرافات سے منزہ ہے۔ اور بعض لوگ کرامت کو بھی قوت طبعیہ پر محمول کر کے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں مگر صاحب بصیرت کو بنظر انصاف فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ اس فعل میں قوی طبعیہ کو دخل ہے یا محض قوت قدسیہ ہے۔ الخ

(۴) مسئلہ دوم:۔ کرامت کبھی ولی کے علم اور قصد سے ہوتی ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ کے علم قصد اور حکم سے دریائے نیل جاری ہو گیا۔ اور حضرت ساریہؓ کو آواز پہنچ گئی۔ کبھی بلا علم ہوتی ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میووں کا آجانا۔ الخ

(۵) مسئلہ سوم:۔ پھر کرامت دو قسم ہے ایک معنوی جیسے شریعت پر مستقیم رہنا دوسرے حسی جیسے پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا مگر کرامت معنوی افضل ہے کرامت حسی سے۔ اھ

(۶) مسئلہ چہارم:۔ بعض علماء نے کرامت کی ایک حد مقرر کی ہے کہ جو امور بہت بڑے ہیں، مثلاً بغیر والد اولاد پیدا کرنا، یا کسی جماد کا حیوان بن جانا وغیرہ ان کا صدور بطور کرامت ناممکن قرار دیا ہے۔ مگر محققین کے نزدیک کوئی حد نہیں کیونکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے صرف ولی کے ہاتھ اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ واسطے اظہار کرامت و مقبولیت اس ولی کے۔ سو اللہ تعالیٰ کی جب کوئی حد نہیں پھر کرامت کیونکر محدود ہو سکتی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ معجزہ کے ساتھ

مساوات لازم آنے کا احتمال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحب کرامت خود کہتا ہے کہ میں اس نبی کا غلام ہوں تو جو کچھ اس سے ظاہر ہوا ہے وہ بہ تبعیت اس نبی کے ہے استقلالاً نہیں طرف سے نہیں ہے جو اس شبہ کی گنجائش ہو۔ البتہ جس خرق عادت کے متعلق نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا صدور مطلقاً محال ہے تو وہ بطور کرامت کے سرزد نہیں ہو سکتی۔ اھ مختصراً

۷. مسئلہ ھفتم :۔ اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد وفات بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیً حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔ اھ

نیز حضرت مولانا تھانویؒ تتمہ جلد رابع امداد الفتاویٰ ص ۳۳۵ پر ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال :۔ مزارات کاملین پر جا کر جو فیوض وارد ہوتے ہیں، آیا تصرف شیخ ہے یا اس شخص کا جوش قلبی ہے، اور بعد وفات کے اولیاء اللہ کے تصرفات ثابت ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس پر کیا دلیل ہے :۔ ؟

الجواب :۔ اسباب فیض کے متعدد ہیں منجملہ ان کے تصرف شیخ بھی ہے اور ان میں سے یکسوئی کے ساتھ توجہ قلب کی بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی اسباب ہیں یہ اسباب فرداً فرداً بھی کافی ہو جاتے ہیں اور اجتماع سے تو اور قدر بڑھ جاتی ہے بعد وفات کے تصرفات کا ثبوت منصوص تو نہیں گو اشارۃً مستنبط ہو سکتا ہے لیکن کسی نص سے منفی بھی نہیں اور مشاہدہ اہل کشف و ذوق کا خود اثبات کیلئے کافی ہے لہٰذا قائل ہونا اس کا جائز ہے البتہ دوام ولزوم نہیں۔ فقط واللہ اعلم

یہ عقیدے متعلق کرامت تو مولینا تھانویؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ اب ذرا نواب معتمد والا صدیق حسن خان کی بھی سنیئے وہ اپنی کتاب الانتقاد الرجیح شرح الاعتقاد الصحیح طبع مصر ص ۲۹۵ پر لکھتے ہیں، ترجمہ یہ ہے :۔

اور ولی کی یہ کرامت بطور خرق عادت ظاہر ہوتی ہے جیسے لمبی مسافت تھوڑے وقت میں

طے کرنا جیسے کہ وزیر سلیمان علیہ السلام تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آئے۔ اور مریم علیہا السلام کو بوقت حاجت غیب سے کھانا وغیرہ آجانا۔ اور پانی پر چلنا جیسے کہ بہت سے اولیاء سے منقول ہے اور ہوا میں اڑنا جیسے کہ لقمان سرخسی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ (آگے اصل عبارت دیکھیے)

وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجہ من البلاء و کفایۃ المہم من اعداء و غیر ذلک من الاشیاء التی یطول ذکرھا وانکرتہ المعتزلہ ولا عبرۃ بہم بعد ورود نصوص الکتاب والسنۃ بہا۔ (انتہی بلفظہ) اور جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا اور آنے والی بلا کا دفع ہو جانا اور مشکلات اعداء کے لیئے ان کا کافی ہو جانا وغیر ذلک بہت سے امور ہیں کہ جن کے ذکر سے طول ہوتا ہے اور ان کرامات کا فرقہ معتزلہ نے انکار کیا ہے مگر کتاب و سنت کے مقابلے میں ان معتزلہ کا کیا اعتبار (انتہی) اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔ بے شک اولیاء اللہ کی یہی کرامت کیا کم ہے جناب صدیق حسن خان جیسے کٹر وہابی سے اپنے آپ کو دافع البلیات اور کافی المہمات منوا رہے ہیں۔ اور نہ صرف کرامتیں ہی ثابت کر رہے ہیں بلکہ فرقہ معتزلہ کی تردید بھی کر رہے ہیں کہ کتاب و سنت کی نصوص کے مقابلے میں ان کا کیا اعتبار بے شک مولانا روم پر اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا ہزار رحمتیں ہوں کیا سچ فرمایا ؎

اولیا را ہست قدرت از الہ　　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ۔

## کرامات اولیاء کا ثبوت فقہ و حدیث سے

حضرت مولانا تھانوی بوادر النوادر صفحہ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے

سوال :- طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح و بحر الرائق و در مختار و شامی ہر سہ جلد میں اور دوسری معتبرات فقہیہ میں بیت اللہ شریف کا اولیائے کرام کی زیارت و طواف کیلئے آنا ممکن اور منجملہ کرامات ہونا لکھا ہے اور روض الریاحین امام یافعی وغیرہ کتب میں وقوع اور دیکھنا اس کرامت کو ثقات ائمہ و علماء کا منقول ہے مگر وہابی اس کو لغو اور غلط بتلاتے ہیں ان کا خیال ہے کہ کعبہ کی تعظیم تو خود اشرف المخلوقات رحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف

سے کی ہے۔ دوسرے وہ اپنے سے کم درجہ کی زیارت وطواف کیلئے جائے یہ قلب موضوع و ناممکن امر ہے ہاں اگر قرآن وحدیث سے مدلل بیان کیا جاوے تو تسلیم ہو سکتا ہے لہذا علمائے احناف اس عقیدے کو قرآن وحدیث سے مدلل وثابت فرماکر کتب فقہ وغیرہ ائمہ سلف کو غیر معتبر ہونے سے بچائیں۔

الجواب :۔ معترض کے دو اعتراض ہیں ایک یہ کہ یہ قلب موضوع ہے کہ خود حضور علیہ السلام نے اس کی طواف سے تعظیم کی ہے، دوسرے یہ کہ یہ عادتاً وعقلاً ناممکن امر ہے۔ پہلے امر کا جواب یہ ہے کہ ۱۔ ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک دن خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تیری کیا عظیم (بڑی) حرمت ہے مگر مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بہت زیادہ ہے ۲۔ حدیث ابن ماجہ ابن عمر سے راوی ہے کہ حضور علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کو فرمایا کہ تیری کیا بڑی حرمت ہے مگر واللہ مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بہت زیادہ ہے ۳۔ حدیث مشکوٰۃ میں حضرت جابرؓ بروایت شیخینؒ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سعد بن معاذؓ کی موت سے عرش الرحمٰن بھی حرکت میں آگیا۔ ۴۔ حدیث مشکوٰۃ بروایت مسلم عن انس۔ کہ حضور علیہ السلام ام ایمن کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے انؓ کے وصال کے بعد شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی انکی زیارت کو جایا کرتے تھے حدیث ۵۔ مشکوٰۃ بروایت ترمذی عن انسؓ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی بہت مشتاق ہے۔ علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ فارسی کی ۶۔ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت جابرؓ کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کھجوروں کے بڑے ڈھیر کا تین دفعہ طواف فرمایا۔

ان چھ حدیثوں سے پہلی دو سے مومن کا کعبہ سے افضل ہونا ثابت ہوا۔ تیسری حدیث سے عرش کا جو خاص تجلی گاہ حق ہے اس کی حرکت ایک امتی (حضرت سعدؓ بن معاذ) کے لئے ثابت ہوئی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کا ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جانا اور حدیث ۶ میں کھجور کے ڈھیر کا حضورؐ کا طواف فرمایا۔ پھر حدیث ۵ میں جنت کا مشتاق ہونا

امتیان مقبول کے لئے ثابت تو پھر کعبہ کا اشتیاق کسی مقبول کی زیارت کیلئے کیوں مستبعد۔ یہ تو نقلی شرعی بحث تھی اب عقلی سنئے۔ کہ اتنا بھاری بھر کم کعبہ کیسے اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے۔ اول تو یہ جواب ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ میں ہی اس کا عام جواب موجود ہے۔ پھر خصائص کبریٰ میں احمد۔ نسائی بزار وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معراج کی صبح جب قریش نے میری تکذیب کرتے ہوئے مجھ سے مسجد اقصیٰ کی کیفیت پوچھی۔ تو مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر عقیل کے گھر کے پاس لایا گیا۔ اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تو مسجد اقصیٰ بھی تو بھاری بھر کم ہی تھی وہ بیت المقدس سے اٹھ کر عقیل کے گھر کے پاس کیسے آگئی؟ رہا اس بات کا خلاف عادت ہونا تو کرامت کہتے ہی خرق عادت کو ہیں۔

ایک سوال اور باقی رہا کہ تاریخ سے کعبہ کا اپنی جگہ سے ہلنا ثابت نہیں تو حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ہلنا بھی تاریخی طور پر ثابت نہیں اور یہ بھی ممکن کہ کوئی دیکھنے والا ہی موجود نہ ہو۔ یا کسی کو نظر ہی نہ آیا ہو اذا اراد اللّٰہ شیئاً ہیّأ اسبابہٗ اھ

## ارباب کرامات کی قسمیں

منقول است از حضرت خواجہ محمد یحییٰ پسر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہما کہ ارباب تصرف بر انواع اند۔ بعضے ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہٗ و باختیار خود ہر گاہ کہ خواہند تصرف کنند و او را بمقام فناء و بیخودی رسانند و بعضے دیگر ازاں قبیلہ اند کہ باوجود قوت تصرف جز بامر غیبی تصرف نکنند تا از پیش گاہ مامور نہ شوند بکسے توجہ نکنند و بعضے دیگر آنچناں اند کہ گاہ گاہ صفتے و حالتے بر ایشاں غالب شود و در غلبہ آں حال در باطن مریداں تصرف کنند۔ ارشاد رحیمیہ مطبع مجتبائی ص ۱۳۱۳ھ

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات



# فصل ہفتم

## قبر میں تبرکات و شجرہ مشائخ وغیرہ رکھنا

تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۹۰ پر ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی نے ایک بار دریافت کیا کہ حضرت! قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے؟

فرمایا ہاں جائز ہے۔ مولانا نے پھر پوچھا کہ کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟

فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کفن میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ سرہانے کی طرف طاق کھود کر رکھ دے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ حضرت شاہ غلام علیؒ صاحب دہلوی کے ایک مرید کے پاس شاہ صاحبؒ کے جوتے تھے اس نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ میرے مرشد کے یہ جوتے میری قبر میں رکھے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس پر میاں نذیر حسین صاحب (غیر مقلد) دہلوی اور دوسرے غیر مقلدین نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ مذاق کیا کہ حضرت جی۔ ان جوتوں کے ساتھ کتنی گندگی تھی۔ کتنا کیچڑ تھا۔ وغیرہ تو حضرت عبد الغنی صاحبؒ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آئندہ تم میرے ساتھ نہ بیٹھو گے اس کے بعد میاں نذیر حسین سے کبھی نہ ملے۔ اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی محدث دہلوی کے ایک شاگرد نے ایک عمدہ رسالہ بنام ضرب النعال علی رؤس الجہال لکھا جس میں تبرکات بزرگان دین کے برکات ثابت کئے۔ (انتہی ملتقطاً بتغیر الفاظہ)

ایسے ہی ترجمہ فتاوے عزیزی جلد اول صفحہ ۲۲۳ پر ایک سوال وجواب درج ہے۔

سوال :- شجرہ قبر میں رکھا جائے گا یا نہیں اگر رکھا جاوے گا۔ تو کس ترکیب سے رکھا

 دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

جاوے گا ارشاد ہووے۔

**جواب:۔** قبر میں شجرہ رکھنا بزرگوں کا معمول ہے اور اس کے دو طریقے ہیں:۔

اول یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھیں اور اس طریقہ کو فقہاء منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردہ کے بدن سے خون اور ریم بہتا ہے اور اس سے بزرگوں کے نام کے بارہ میں بے ادبی ہوتی ہے۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مردہ کے سرہانے قبر میں چھوٹا سا طاق بناویں اور اس میں شجرہ کا کاغذ رکھ دیویں۔ (انتہی بلفظہ)

ایسے ہی کفنی اور عہد نامہ لکھنا فقہاء نے مباح و مستحب لکھا ہے۔ مگر کفنی کو کسی پکی سیاہی سے نہیں لکھنا چاہیئے۔ بلکہ کسی سریع الذہاب کچی مٹی وغیرہ سے لکھنا چاہیئے۔ تاکہ اندیشہ بے ادبی سے محفوظ رہے۔

# فصل ہشتم

## تصور صورت مشائخ کرام

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب شریف ۱۲ مندرجہ امداد المشتاق ص ۱۰۹ مؤلفہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں:۔

"در نسخہ ضیاء القلوب ترکیب زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اوراد و اشغال پنجگانہ نوشتہ ام کدام امر ضروری نگذاشتہ ام کہ دراں کتاب نہ باشد کتاب ضیاء القلوب مرشد کامل است آں را مرشد کامل دانستہ حرز جان خود سازند۔ انتہی"

(ترجمہ) کتاب ضیاء القلوب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ترکیب اور پانچوں اوراد و اشغال لکھ دیئے ہیں۔ کوئی امر ضروری ایسا نہیں چھوڑا جو اس کتاب میں نہ ہو کتاب ضیاء القلوب مرشد کامل ہے۔ اس کو مرشد کامل سمجھ کر تعویز جان اپنی کا بناویں۔"

اسی کتاب ضیاء القلوب کے صہ ۴۹ پر بعنوان "طریقہ حصول زیارات جمال مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعد نماز عشا با طہارت کامل وجامہ نو واستعمال خوشبو باادب تمام سوئے مدینہ منورہ بنشیند، وملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی برائے حصول زیارت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وسلم شود ودل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آنحضرت بلباس بسیار سفید۔ وعمامہ سبز وچہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند ۔ الی ان قال ۔ وبوقت خفتن بست ویکبار سورۃ النصر خواندہ بتصور جمال مبارک درود گویاں سر بسوئے قطب ورو بقبلہ بر دست راست بخسپد والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ خواندہ بر کف راست دمیدہ زیر سر نہادہ بخسپد۔ انتہی۔

یہی حضرت حاجی صاحب۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دار العلوم دیوبند اور مولانا یعقوب[1] صاحب اول صدر مدرس دیوبند کو ایک مکتوب شریف ۱۷ میں فرماتے ہیں:

"اگر فراغ باشد بعد نماز صبح، یا مغرب یا عشاء در حجرہ نشیند ودل را از جمیع خیالات خالی کردہ متوجہ بایں جانب (یعنی خود حاجی صاحب) شوند وتصور کنند کہ گویا بپیش شیخ خود نشستہ ام وفیضان الٰہی از سینہ او بسینہ ام می آمد بایں حیثیت اگر ذوق وشوق بدھد فبہا۔ ص ۲۵۵ امداد المشتاق۔ اسی کتاب کے ص ۲۸۶ پر ہے ۔ وفقیر را نیز از خود دور نہ شمارند کہ از ہمت ودعا غافل نیست (مکتوب ۱۴)

---

[1] یہ حضرت مولانا بہت صاحب کشف وکرامات تھے۔ اور کشف عیانی تھا اور ان کو اس کا اظہار بھی مضر نہ پڑتا تھا اکثر اپنے کشف پر ملا بیان فرمادیا کرتے تھے، جس کے بہت واقعات مشہور ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدرس دیوبند نے ایک دفعہ درس میں فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب کو اگر درس بخاری شریف وغیرہ کتب میں کبھی کوئی اشکال پیدا ہوتا تو طلبہ سے فرماتے کہ تم ذرا بیٹھو میں استاد مرحوم (مولانا محمد قاسم صاحب) سے پوچھ آؤں پھر مولانا محمد قاسم صاحب کے مزار شریف پر مراقب ہو کر مشکل حل کر کے واپس آکر فرماتے کہ استاذ مرحوم یوں فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا تھانویؒ بوادر النوادر جلد دوم ص۷۹۹ پر ایک شخص مبتلائے عشق کو علاج بتلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ اب اس کا علاج سنئے اور ہمت کر کے بنام خدا اسکا استعمال کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفائے کامل حاصل ہوگی۔ علاج اس کا مرکب ہے چند اجزاء سے اول، دوم سوم۔ جس بزرگ سے زائد عقیدت ہو اسکو اپنے قلب میں تصور کیا جاوے کہ بیٹھے ہیں سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہیں (رسالہ تمیز العشق من الفسق مندرجہ بوادر النوادر ص۷۹۹ جلد دوم) اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"شغل برزخ کو اگرچہ حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب قدس سرہٗ انور نے ...... منع فرمایا ہے مگر حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ اسکو منع نہیں فرماتے تھے۔ ان سے بعض حضرات نے اس کے جواز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو استدلال میں پیش فرمایا جس میں حضرت حسنؓ نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا سے پوچھنے کے متعلق ذکر فرمایا ہے کہ ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا (جسمانی اعضاء اور رنگ وغیرہ) کے بابت دریافت کرتا رہتا تھا۔ کی اتعلق بہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برزخ اور مثال مبارک کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا مقصود ہے اور یہی شغل برزخ ہے۔ نیز جناب رسول اللہؐ کا حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسٰی اور حضرت ابراہیم علیہم وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے برزخ اور تمثال کو ذکر فرمانا متعدد احادیث صحیحہ میں موجود ہے اس سے متعدد مقاصد ہو سکتے ہیں مگر سب کے اندر برزخ کو ذہن میں لانا اور اس کو محفوظ رکھنا ضرور پایا جاتا ہے۔ بہر حال اس کا جواز پایا جاتا ہے۔ اور استدلال حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ماھذہ التماثیل اللتی انتم لھا عاکفون سے تکلف سے اس پر استدلال لایا جاتا ہے برزخ شیخ دفع خطرات اور احادیث نفس کے منع کرنے میں بہت تاثیر رکھتا ہے مگر چونکہ غلط کاری کا اندیشہ اس میں بہت ہے اس لئے احتیاط کی جاتی ہے جو کہ ضروری ہے۔

ص۲۴۴ جلد اوّل مکتوبات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

اور حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے حدیث متفق علیہ مندرجہ مشکوٰۃ ص۵۴۴ عن ابن مسعود قال کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحکی نبیا من الانبیاء ضربہ قومہ الی آخر الحدیث کے فائدہ شغل تصور شیخ میں لکھا ہے۔ اس تصور شیخ کی جو نفس حقیقت ہے کہ غائب کی طرف مثل حاضر کے نظر خیالی کی جاوے وہ اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ البتہ اس کی بعض خصوصیات پر بوجہ غلبہ جہل اہل زمانہ کے کچھ مفاسد مترتب ہوتے دیکھ کر محققین اکثر اس سے منع کرنے لگے ہیں۔ (التکشف ص۶۷)

# فصل نہم

## ایصال ثواب بارواح اموات اور عرس کے بیان میں

توضیح:- علمائے دیوبند اصل عرس یا ایصالِ ثواب سے ہرگز منع نہیں کرتے بلکہ بعد کی بدعات لاحقہ و محدثہ کی وجہ سے زوائد کو روکتے ہیں نہ کہ اصل عرس یا ایصال ثواب کو۔ چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ ص۷ پر فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن اگر اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کچھ حرج نہیں۔ جیسے کہ نماز میں سورۃ خاص معین کرنے کو فقہا نے جائز کہا اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ کھانا مسکین کو کھلا دیا اور ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ نیتِ نماز کی طرح یہاں بھی اگر نیت قلبی کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب شخص فلاں کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ

"اس" کا مشارالیہ (یعنی کھانا) اگر روبرو ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا بھی سامنے لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھ لیا جائے تو جمع بین العبادتین ہو جائیے۔ تو قرآن مجید کی بعض سورتیں جو مختصر اور ثواب میں زیادہ ہیں پڑھنے لگے۔ کسی کو خیال آیا کہ دعا میں رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) بھی سنت ہے ہاتھ اٹھانے لگے۔ کسی کو خیال آیا کہ کھانے کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے کہ پانی پلانا بڑا ثواب ہے پانی بھی ساتھ رکھ لیا پس یہ شکل (فاتحہ مروجہ کی) اس طرح حاصل ہو گئی۔ رہا تعیین تاریخ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو کام کسی خاص وقت میں معمول ہو وہ ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا تو اس قسم کی مصلحتیں برابر ہر امر میں ہوتی ہیں پس یہی مصالح تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو۔ تو اولاً تو اس کی اصلاح کرنی چاہیئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا۔ لنا اعمالنا و لکم اعمالکم۔

## تیسرا مسئلہ عرس کا ہے۔

لفظ عرس ماخوذ ہے حدیث شریف نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ[1] سے چوں کہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ان کا زیادہ حق ہے ادھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں جس سے عقیدت ہو غلامی اختیار کر لے۔ تو مقصود عرس سے یہ تھا کہ سب لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے۔ صاحب قبر کی روح کو قرآن شریف و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے تو یہ مصلحت تاریخ یوم میں تھی۔ رہا خاص یوم وفات مقرر کرنا تو اس میں اسرار[2] مخفیہ ہیں کہ انکا اظہار ضروری نہیں پس اصل عرس اس قدر ہے اس میں کوئی حرج

---

[1] کذا فی بوادر النوادر صد ۴۰۲ [2] حضرت مولانا تھانوی نے بوادر النوادر صد ۴۰۲ پر تعیین تاریخ عرس کے ظاہری

نہیں معلوم ہوتا اور بعض علماء نے حدیثوں سے بھی اس کا استنباط کیا ہے۔ اور حدیث شریف لا تتخذوا قبری عیدا (میری قبر کو عید مت بناؤ) کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا، زینت و آراستگی اور دھوم دھام منع ہے۔ کیونکہ زیارت مقابر عبرت و تذکر آخرت کے لیئے ہے نہ غفلت و زینت کیلئے اور یہ مطلب نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے۔ ورنہ مدینہ طیبہ کو قافلوں کا زیارت کیلئے جانا بھی منع ہوتا۔ وھذا باطل۔ پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً، اجتماعاً دونوں طرح جائز، ایصال ثواب، قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بمصلحت بھی جائز، سب ملا کر بھی جائز۔ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اول قرآن خوانی ہوتی ہے پھر ماحضر کھانا کھلا دیا جاتا ہے۔ اور اس سب کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ باقی زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ ان جو محض ریاکار ہو وہ برا، مگر اس کی تعیین کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے (انتہی باختصار فیصلہ ہفت مسئلہ)

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے تم دو چار آنہ یا کم یا زیادہ حسب وسعت کچھ طعام یا نقد مقرر کر کے سب اہل سلاسل کی یا تمام اولیاء کے نام فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچا کر کسی حاجتمند صالح کو دے دیا کرو۔ کچھ ضرورت تاریخ لکھنے کی نہیں، شب جمعہ یا روز جمعہ یا جس دن چاہا ایسا کر دیا۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۳۸)

---

بقیہ حاشیہ ص ۳۱

مصالح مذکورہ حضرت حاجی صاحب بیان فرما کر لکھتے ہیں۔ یہ تو ظاہری مصالح ہیں۔ یا کوئی باطنی مصلحت ہو چنانچہ میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے اھ۔ پھر ایک سطر بعد تحریر فرمایا بہرحال اگر ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔

# باب دوم

## مولوی پنج پیر صاحب کے مشائخ عظام کے ملفوظات و معتقدات میں

سنا ہے کہ مولوی پنج پیر صاحب "نقشبندی"[1] بھی بنتے ہیں اسلیئے اس باب میں ان کے پیران پیر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات مبارکہ کتاب مجموعہ فوائد عثمانی شریف" سے نقل کرتے ہیں اور یہ صراحت ضروری ہے کہ یہ کتاب مولوی پنج پیر صاحب کے پیر استاد مولوی حسین علی صاحب مرحوم ساکن موضع واں بھچراں تحصیل و ضلع میانوالی نے از اوّل تا آخر حرف بحرف مطالعہ فرمائی ہے اور سولہ مختلف مقامات پر حاشیئے بھی لکھے ہیں اور آخر میں تسلی فرمانے کے بعد سند تصحیح میں اس کتاب کے نافع ہونے کے لئے دعا بھی فرمائی ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بھذا الکتاب والناظرین الاٰخرین اٰمین یارب العلمین۔ یعنی اس کتاب سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نفع دے اور دوسرے دیکھنے پڑھنے والوں کو بھی نفع دے پھر آمین یارب العلمین کہکر اپنی دعا کو مزید مضبوط بھی کیا ہے ہم بھی آمین یارب العلمین کہتے ہوئے یہ چند فوائد شریفہ نقل کرتے ہیں شائد اللہ تعالےٰ مولوی پنج پیر صاحب اور انکے ہم خیال لوگوں کو نفع دے گو امید کم ہے کیونکہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ بہت پہلے کہہ چکے ہیں ؎ باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ۔ نرود میخ آہنی در سنگ

---

[1] شائد صدیق حسن خان صاحب یا شوکانی صاحب کی طرح کے "نقشبندی" ہوں گے کیونکہ صدیق حسن خان صاحب نے اپنے آپ کو التفوع النامی من الاصل الساھی" ملکا نقشبندی لکھا ہے اور شوکانی نے البدر الطالع جلد اول صفحہ ۴۰۸ پر اپنے آپ کو حضرت سید عبد الوہاب بن سید محمد شاکر نقشبندی کا مرید لکھا ہے۔ ۱۲ منہ

## ملفوظ ۱

## استمداد از اولیاءِ کرام کی حقیقت

۱۔ فرمایا کہ دین و دنیا کے اکثر تنازعات جاہ و ریاست کی محبت کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ (دنیا کی محبت ہر برائی کا سر ہے) ایسا ہی تنازعہ لا مذہبوں[1] اور اہلسنت کا ہے اولیاءِ کرام کی امداد کے بابت ہیں۔ ورنہ اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ انبیائے عظام اور اولیائے کرام بالاستقلال ضرر اور نفع دے سکتے ہیں اگر ہیں تو صرف سبب ہیں اور ان کے سبب محض ہونے کا انکار عناد سے خالی نہیں کیونکہ تمام کاموں میں عادۃ اللہ ایسے ہی چلی آتی ہے کہ مسبب (ہر کام) کسی سبب کے ذریعے ہوتا ہے۔ اھ ص۵۵

۲۔ شاہنواز خان گنڈاپور ساکنہ کلاچی کو فرمایا کہ ختم حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ کر حضرت محبوب سبحانی سے استمداد چاہتے رہا کریں انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہونگے۔ ص۸۳

۳۔ فرمایا کہ مصیبت کے وقت اپنے شیخ کا رابطہ مفید ہے۔ ص۵۵

## روزِ عرس شریف کی خصوصیات

۴۔ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان) نے بندہ[2] کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمارے حضرت پیر و مرشد کے عرس شریف کے دن اپنے باطن میں کچھ ترقی و تاثیر بھی محسوس کی یا نہ، بندہ نے عرض کیا کہ قبلہ بڑی تاثیر معائنہ کی۔ فرمایا کہ کس مقام میں ترقی دیکھی عرض کیا کہ مراقبات مشارب میں پھر حضرت میراں صاحب قلندر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ نے عرس شریف کے دن کیا ترقی حاصل کی میراں صاحب نے عرض کیا کہ حضور کو خانقاہ شریف (موسیٰ زئی) کا کوئی دن بھی تو تاثیر سے

---

[1] چونکہ غیر مقلد اپنے آپ کو چار مذہبوں کو متبع نہیں سمجھتے ہیں اسلئے ان کو لا مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ [2] یعنی اکبر علی شاہ جامع ملفوظات۔

خالی نہیں لیکن بالخصوص عرس شریف کے دن تو ایک ایسی کیفیت ظاہر ہوئی کہ مجھے زمین اور آسمان کی بھی خبر نہ رہی بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مزار پر انوار سے ایک شعلہ نورانی بلند ہونا شروع ہوا حتیٰ کہ تمام عالم خاص و عام کو گھیر لیا۔ اھ ص ۲۹

## (اولیائے کرام کی بعد از وفات خصوصی کرامت عجیب)

۵۔ ایک دن میاں غوث علی اور مولوی محمد عیسےٰ خانصاحب آم اور کچھ اور میوے لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے صاحبزادہ محمد بہاؤالدین و محمد سیف الدین صاحب کو فرمایا کہ یہ دونوں صاحب تمہارے لئے پھل لائے ہیں تم بھی ان کے لئے مزار پر انوار حضرت پیر و مرشد (یعنی حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری) پر جا کر بارش کی دعا کرو تا کہ ان کی زمینیں سیراب ہو جائیں۔ چنانچہ دونوں صاحبزادے مزار شریف پر حسب الحکم گئے اور دعا مانگ کر واپس کو حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ نے ہر دو صاحبزادوں سے پوچھا کہ بڑے حضرت کیا فرماتے ہیں۔ چونکہ ہر دو صاحبزادے بہت چھوٹے تھے کہنے لگے بابا۔ حضرت مردہ ہیں کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ بات سنتے ہی حضرت قبلہ کو بہت جوش آیا اور ہر دو صاحبزادوں کو پھر فرمایا کہ ابھی پھر جاؤ اور مزار شریف پر جا کر دعا کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت جواب دینگے۔ پھر صاحبزادگان مزار شریف پر جا کر دعا مانگ کر واپس آئے تو حضرت قبلہ نے پوچھا کہ کہو حضرت کلاں نے کیا فرمایا ہے صاحبزادوں نے عرض کیا کہ حضرت کلاں فرماتے ہیں کہ بارش بہت ہوگی پس دوسرے دن ہر دو صاحبان نے رخصت لی اور واپس ہوئے۔ اور اپنے اپنے گھر پہنچتے ہی آزمائش کی ایک ہی تاریخ اور ایک ہی وقت میں دونوں جگہوں پر بارش ہوئی اور حسب دلخواہ ہر دو صاحبان کی زمینیں سیراب ہو گئیں اور ایسی عمدہ فصل ہوئی کہ کبھی ایسی فصل نہ ہوئی تھی حالانکہ میاں غوث علی کی زمین موضع امبہ ٹواک خانہ وڑچھ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا اور مولوی عیسیٰ خاں کی زمین موضع ندر بدر تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں تھیں کہ دونوں کے درمیان کم از کم سو کوس کا فاصلہ ہوگا اور سوائے ان دو جگہوں کے اس

وقت کہیں بھی بارش نہ ہوئی صـ۱۳۹

## اولیائے کرام کا علم غیب

۶۔ ایک دن میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے حسین علی صاحب سے پوچھا کہ اولیاء علم غیب جانتے ہیں یا کہ نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا کہ علم غیب خاصہ خدا ہے مگر جو چیز کہ اللہ تعالیٰ ولی کے دل پر القاء کرے وہ جانتا ہے۔ پھر حاجی صاحب نے پوچھا کہ کیا اولیاء کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں؟ مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیوں؟ حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت قبلہ کا ایک گھوڑا میرے پاس تھا اور باجرے کے کھیت میں چرنے لگا۔ مجھے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ گھوڑا اسی طرح روز چرتا رہا تو سب خوشے تو یہ کھا جائے گا۔ اور میرے پلے تو کچھ نہ رہے گا میرا یہ خیال کرتے ہی گھوڑے نے سٹے کھانے چھوڑ دیے اور گھاس چرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر کے بعد مجھ کو سمجھ آئی کہ یہ تو میرے خیال کیوجہ سے ہی ایسا ہوا ہے تو میں گھوڑے کے پاس جا کر اسکے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ یہ تمام کھیت حضرت کا مال ہے، بے شک خوشے کھا۔ تو فوراً گھوڑے نے گھاس چھوڑ کر سٹے کھانا شروع کر دیئے۔ یہ کیا حکمت تھی

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا خود متولی و متکفل ہے ایک خیال آیا تو خدا نے گھوڑے کو روک دیا دوسرا خیال آیا تو چھوڑ دیا اور یہ بھی عنایت خداوندی تھی تم پر کہ اس واقعہ کو تمہاری پختگی اعتقاد کا سبب بنا دیا۔ یہاں تک تو ترجمہ تھا آگے اصل عبارت نقل کی جاتی ہے۔

مولوی حسین علی صاحب بعد دادن ایں جواب در ہمیں خیال بودند کہ آیا علمے کہ اولیاء را می شود، چہ گونہ می باشند آیا بعضے چیز ہا می دانند یا اکثر بعد توجہ و خیال یا چگونہ می باشد در ہمیں خیال می بودند کہ ازاں جا برخواستہ در تسبیح خانہ تشریف رفتند

(ترجمہ) مولوی حسین علی صاحب یہ جواب دینے کے بعد اسی خیال میں تھے کہ آیا جو علم غیب کہ اولیاء کو ہوتا ہے کس طرح کا ہوتا ہے آیا بعض چیزیں جانتے ہیں یا اکثر پھر توجہ اور خیال کے بعد جانتے ہیں یا کیا ہوتا ہے انہی خیالات میں تھے کہ وہاں سے اٹھکر

در آں جا حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ با مردمان
افغاناں بزبان پشتو در کسے امر کلام می کردند پس
مولوی صاحب در پس پشت آں مردمان نشستند
حضرت قبلہ بمجرد نشستن متوجہ بادشاں شدہ
بزبان فارسی فرمودند کہ مولوی صاحب! اولیاء
ہمہ می دانند و لیکن ما مامور باظہار نیستند فقط ہمیں
لفظ گفتہ باز بدستور سابق کلام با افغاناں شروع
می کردند۔ صفہ ۹

تسبیح خانہ شریف میں حاضر ہوئے وہاں حضرت قبلہ
قلبی و روحی فداہ پٹھانوں کے ساتھ پشتو میں کسی معاملہ پر
گفتگو فرما رہے تھے مولوی صاحب ان لوگوں کی پیٹھ
کے پیچھے بیٹھ گئے حضرت قبلہ نے مولوی صاحب کے
بیٹھتے ہی ان کی طرف متوجہ ہو کر فارسی میں فرمایا
کہ مولوی صاحب اولیاء سب کچھ جانتے ہیں مگر
اظہار کرنے پر مامور نہیں ہیں فقط یہی لفظ فرما کر پھر
بدستور سابق پٹھانوں سے کلام فرمانے لگے۔ اھ

۷۔ ایک دن بوقت عشاء جناب مولوی حسین علی صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھے
کہ حضرت نے فرمایا مولوی صاحب آپ اپنے گھر چلے جائیں پھر جب آپ واپس آئیں گے تو جتنے
حالات و معاملات آپ پر گزرے ہونگے میں ایک ایک مفصل آپکو بتاؤں گا انشاء اللہ ایک
چیز میں بھی آپ غلطی نہ پائیں گے۔ اھ۔ ص ۹۹

۸۔ پائندہ خان ایک دفعہ حضرت قبلہ کے پاؤں دبا رہا تھا اسے دل میں خیال آیا کہ ماشاء اللہ
حضرت قبلہ ایسے جسیم ہیں جیسے بخاری سوداگر ہوں۔ حضرت قبلہ نے اسی وقت فوراً اس کی طرف
منہ پھیر کر ارشاد فرمایا کہ بے شک بخاری سوداگروں کی طرح جسیم ہوں۔ یہ سن کر پائندہ خان بہت
شرمندہ ہوئے۔ (حوالہ ص ۱۰۰)

۹۔ ایک شخص حضرت قبلہ کے مریدوں سے ایک بیوہ پہ عاشق ہو گیا اور ہر چند نکاح کی
کوشش کی مگر وہ عورت رضامند نہ ہوئی اتفاقاً کسی ضرورت میں اس عورت کو پچاس روپے کی
ضرورت ہوئی اس شخص نے مطلب حاصل ہوتا دیکھ کر قرض دیدیا۔ ایک دن وہ عورت اس کے
پاس آگئی۔ اس نے ایک خالی مکان آراستہ کیا۔ بعد عشاء جب ارادہ فاسد کیا تو قوت مردمی سلب
ہو گئی ہر چند کوشش کی مگر کچھ نہ بن سکا۔ پس وہ عورت ناامید ہو کر واپس گئی اور یہ شخص سخت شرمندہ

ہوا اب رقم کی فکر ہوئی مگر کوئی گواہ بھی نہ تھا مجبور ہو کر حضرت قبلہ کیخدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت ایک عورت کو روپیہ بطور قرض حسنہ دیا تھا مگر اب وہ عورت واپس نہیں کرتی حضرت قبلہ نے فرمایا مجھ کو اس رات کے فلانے مکان والے سارے قصے کا علم ہے تو نے قرض حسنہ نہیں دیا بلکہ بدکاری کا جال بچھایا جس میں وہ عورت پھنس گئی مگر الحمد للہ کہ تیری وہ مراد پوری نہ ہو سکی اب اطمینان سے گھر جا کر بیٹھو وہ عورت خود بخود قرض ادا کر دیگی۔ پس وہ شخص صبر کر کے گھر بیٹھ رہا اور ایک ہفتہ نہ گزرا کہ خود بخود اس عورت نے رقم واپس کر دی۔ صفحہ ۱۰۳

۱۰۔ خان بہادر رب نواز خان کے منشی فضل علی صاحب پر تین دن رات سکرات موت کی تکلیف رہی بعد وفات میت نماز جنازہ کے لئے خانقاہ تشریف لائی گئی حضرت قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ پڑھتے ہوئے مولوی عبد الحکیم استرانہ کے دل میں خیال آیا کہ منشی صاحب پر نزع کی بہت تکلیف رہی معلوم نہیں خاتمہ کیسے ہوا ہو۔ بعد فراغت نماز حضرت قبلہ تسبیح خانہ شریف میں تشریف لائے مولوی عبد الحکیم صاحب بھی اکیلے ساتھ تھے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب بعض باتیں عام مجمع میں کہنے کی نہیں ہوتیں۔ دوران نماز جنازہ میاں فضل علی صاحب کی ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ تو مسکرا کر فرمایا۔ سختی نزع جو مجھ پر گذری لابیان ہے مگر خاتمہ بفضلہ تعالیٰ ایمان پر ہوا۔ یہ کلام حضرت قبلہ کی زبان در افشان سے سنکر مولوی عبد الحکیم صاحب کا وسوسہ جاتا رہا اور تسلی ہو گئی صفحہ ۱۰۶

۱۱۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ ایک روز خانقاہ شریف کے دروازہ پر اونٹوں کے گلہ کا ملاحظہ فرما رہے تھے مولوی حسین علی بھی حاضر بیٹھے تھے۔ اسوقت مولوی حسین علی کے دل میں تفکرات خانگی اہل و عیال کے آ رہے تھے۔ تو حضرت قبلہ نے پٹھانوں سے پشتو میں کلام قطع کر کے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (تا آخر آیت) (ترجمہ) "تمہارے اہل و عیال تمہارے دشمن ہیں پس ان سے بچو"۔ پھر بدستور پٹھانوں کے ساتھ اونٹوں کی بابت پشتو میں کلام فرمانے لگے۔ (صفحہ ۱۰۶)

یہ گیارہ ملفوظ و کشف تو خود مولوی حسین علی صاحب کے پیر دستگیر کے ہیں جن کی تصحیح و تصدیق اور نافع ہونے کی دعا بھی مولوی صاحب مرحوم نے کی ہے۔ اب ان حضرت خواجہ محمد عثمان رح کے پیران پیر حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ کے حالات بھی سنیئے۔ انہی شاہ احمد سعید صاحب کے خلیفہ مجاز حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف ہیں۔ نیز حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب بواسطہ برادر خورد خود حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاذ حدیث بھی ہیں۔ تو مولوی صاحب کے ان شاہ احمد سعید صاحب تک سلسلے یوں ہیں۔

| سلسلہ علمی | سلسلہ باطنی |
| --- | --- |
| مولوی محمد طاہر | مولوی محمد طاہر |
| از مولانا حسین علی صاحب واں بھچری | از مولانا حسین علی صاحب واں بھچری |
| از مولانا رشید احمد گنگوہی | از حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب |
| از حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلوی | از حاجی دوست محمد قندھاری |

از حضرت احمد سعید صاحب رح

گویا تین ہی واسطوں سے علمی اور باطنی سلسلوں میں مولوی پنج پیر صاحب حضرت شاہ احمد سعید صاحب تک پہنچتے ہیں۔ ان شاہ احمد سعید صاحب نے ایک عمدہ کتاب "تحقیق الحق المبین فی الرد علی الوہابیین" تصنیف فرمائی جس میں علی رغم وہابیہ مسئلہ عرس اور استعانت و استمداد کو نہایت عمدگی سے ثابت فرمایا۔ یہ کتاب کتب خانہ موسیٰ زئی شریف میں موجود ہے اسی کتاب کے متعلق حضرت شاہ محمد مظہر صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب احمدیہ صہ ۱۲۵ پر لکھتے ہیں۔ فارسی کا ترجمہ یہ ہے

حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ مشائخ کرام کے عرس بلکہ جملہ اموات مومنین کے کرنے اس طور پر کہ نیک لوگ جمع ہو کر قرآن شریف پڑھیں اور فاتحہ درود اور طعام سے امداد کریں مستحب

ہے اور کتاب تحقیق الحق المبین میں اس مسئلہ کو مدلل بیان فرمایا۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ پر ہے
استعانت واستمداد از اولیاء حاضرین و غائبین را مجوز فرمودہ بکمال تحقیق۔ اھ یعنی اولیاء
حاضرین و غائبین سے مدد چاہنے کو پوری تحقیق سے جائز ثابت کیا ہے۔

پچوں (در سفر حج) از بندر حدیدہ گذشتیم طوفان عظیم بوقت مغرب رسید و پردہا جہاز
پارہ پارہ گشتند بلکہ چوب بالائی رستول ہم شکست نوبت بیاس ہمہ حجاج بلکہ ناخدا و معلمین
ہم رسید گفتم الغیاث المدد یاسیدی و مرشدی و متوجہ بآنجناب گشتم دیدم کہ جہاز را از
زیر گرفتہ برپشت شریف انداختند پس نخفتند در ہوا پیدا شد نماز عشاء خواندیم و بسلامت
صبح نمودیم۔ اھ اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۷ پر مزید لکھا گیا۔

"بعد دو روز از عید الفطر این فدوی باشارہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عازم مکہ معظمہ
گردید فرمودند کہ دل بفراق شما راضی نیست اما بموجب ارشاد فیض بنیاد لاچار شما را رخصت می کنم
و خود از کمال بندہ نوازی بحضور آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر گردیدہ استمداد و استشفاع بجہت
قبولیت تادیر فرمودند۔ اھ اسکے چند سطر بعد ہے۔

و قریب حج متوجہ بجناب الہٰی سبحانہٗ گشتم دیدم کہ در خانہ من چراغ روشن بود یک
گاؤ اندرون آمدہ و آں چراغ را بکشت و خانہ تاریک گردید ازیں واقعہ سخت حیران و پریشان
گشتم نہ طاقت ماندن بمکہ مکرمہ و نہ یارائے قدم برداشتن بمدینہ منورہ گویا جان از بدن من رفت
استغاثہ بآں شفیع الامت صلوٰت اللہ علیہ آوردم رو برو بیت اللہ شریف مشاہدہ نمودم کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوردند و تسکین ایں فدوی ناچیز می فرمایند کہ ترا از لقائے ایشاں
مسرور خواہم نمود ازیں امر خاطر محزون من فی الجملہ تسکین یافت۔ اھ صفحہ ۲۰۸

ان حضرت شاہ احمد سعید صاحب کے مرشد حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کا ایک ملفوظ مبارک حضرت مولانا شاہ رؤف احمد صاحب مجددی نے در المعارف صفحہ ۹۱ پہ
تحریر فرمایا ہے:۔

بعد ازاں حضرت ایشاں (حضرت شاہ غلام علی صاحب) فرمودند کہ بواسطہ حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ) اسلام در بلاد ہندوستان رواج یافت۔ و تصرف بسیار از آنحضرت رح صادر شدند و الی یومنا ہذا می شوند۔ بعد ازاں حافظے را امر فرمودند کہ پنج آیت خواندند و فاتحہ حضرت خواندند۔ انتہی

(ترجمہ) پھر حضرت شاہ غلام علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رح کے ذریعے ہندوستان کے شہروں میں اسلام نے خوب رواج پایا اور تصرفات بسیار آنحضرت رح سے صادر ہوئے اور آج تک ہوتے ہیں پھر حافظ کو حکم دیا کہ وہ پنج آیات پڑھے پھر حضرت کی فاتحہ پڑھی۔ انتہی۔

## بزرگوں سے مدد مانگنے کا طریقہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی عزیزی جلد دوم میں تصرفات اولیائے کرام کمال تحقیق سے لکھے ہیں۔ آخر میں استمداد کا طریقہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یا اس بندہ مقرب و مکرم کی طرف متوجہ ہو کر کہے۔ اے خدا کے بندے اور ولی میرے حق میں سفارش فرما اور میری مراد خداوند تعالی سے طلب کر۔ تاکہ خدا تعالی میری حاجت پوری فرما دیوے۔ تو بندہ (خدا کے) درمیان میں صرف وسیلہ ہے اور قادر اور دینے والا اور مسئول حق تعالی ہے اس صورت میں شرک کا کچھ شائبہ بھی نہیں جو منکر کو وہم ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ بالاتفاق جائز ہے کہ صالحین اور دوستان خدا سے ان کی حالت حیات میں توسل طلب کیا جاوے اور ان سے دعا کرنے کے لئے کہا جاوے اور کاملین کی ارواح میں عین حیات اور بعد وفات دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں سوا اس کے کہ بعد وفات ان کے کمال میں اور ترقی ہو جاتی ہے (مشکوٰۃ کی شرح میں اور سیوطی کی کتاب شرح الصدور میں یہ امر مفصل مذکور ہے۔ فتاوی عزیزی جلد ثانی صفحہ ۲۵۲

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

# مزارات پر چراغ جلانا

فتاویٰ عزیزی میں ہے "اور قبر پر چراغ جلانا تزئین وتشہیر کی غرض سے منع ہے لیکن اگر اس غرض سے چراغ جلایا جاوے کہ وہاں دعا کرنا مقصود ہو یا زائرین کے اجتماع کے وقت بقدر ضرورت دو ایک چراغ روشن کئے جاویں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔" (جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

مولوی پنج پیر کے ایک دوسرے بھائی نے جواہر القرآن (جو درحقیقت جہر غلام خان ہے) ص۱۵۵ پر لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی قبور پر عرس کرنے اور نذر وغیرہ دینا بالکل یکطرح حرام اور شرک ہے۔ اور آگے چل کر ص۱۶۸ اور ضمیمہ ص۱۹۶ پر مطابق فتویٰ دینے، بلا تیل چراغ وغیرہ کو "بالاتفاق حرام" لکھا ہے مگر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فتاویٰ عزیزی جلد ثانی ص۲۵۰ پر ایک سوال درج ہے۔

سوال:- قبر پر جو شیرینی لے جاتے ہیں اور تعزیہ کے نزدیک جو شیرینی اور حلوے لے جاتے ہیں کہ لوگ اسکے سامنے بطریق پیش کش کے رکھتے ہیں۔ تو اس بارہ میں صحیح اور مرجح قول آں جناب کے نزدیک کیا ہے۔ (جواب) مکروہ ہے۔ انتہی

دیکھئے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نہ تعزیہ کی طرح حرام کہا نہ بالاتفاق حرام کہا بلکہ مکروہ کہا اور کون سی شیرینی اور حلوا، جو دوں کے ایصال ثواب کیلئے نہیں بلکہ قبر اور تعزیے کے سامنے بطور پیشکش کے رکھا جاوے۔ پھر صرف مکروہ کہا۔ تحریمی بھی نہیں کہا۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ اور مولانا عبدالحلیم صاحب لکھنوی (والد ماجد مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمہ) نے اپنے رسالہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن ص۲۶ پر لکھا ہے۔

وَیُکْرَہُ اَنْ تُوْقَدَ السُّرُجُ عَلَی الْقُبُوْرِ اِلَّا لِفَائِدَۃٍ وَّ نَفْعٍ وَخَیْرٍ۔ اھ

قبروں پر بغیر ضرورت چراغ جلانا مکروہ ہے البتہ ضرورت یا کسی دوسرے نفع کے حصول کیلئے جلانا مکروہ نہیں ہے۔ اھ

 دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

# باب سوم

## پنج پیری تحریک اکابر امت کی نظر میں

### (۱) حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ مرشد مولوی حسین علی صاحب

جناب حکیم سردار خان صاحب ساکن موسیٰ زئی جو حضرت مرحوم جناب خواجہ محمد سراج الدین نور اللہ مرقدہ کے محرم راز ساتھی و خادم اور جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن بیل پچھڑاں جو حضرت خواجہ سراج الدین صاحب کے ساتھ سفر و حضر میں چودہ سال پیش امام رہے، دونوں نے بیان کیا کہ جب حضرت خواجہ سراج الدین نور اللہ مرقدہ نے کتاب مجموعہ فوائد عثمانی مرتب کرا کر مولانا حسین علی صاحب مرحوم سے اس کی تصدیق کرائی تو بعد کو فرمایا کہ مولانا کے مزاج میں سختی ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھوا کر تصدیق کرالی ہے کہ لوگوں کو ہمارا مسلک بھی معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ہمارے ساتھ تعلق کے وقت مولانا صاحب کے کیا عقائد تھے۔ (یہ کتاب بار دوم جناب حافظ محمد نصر اللہ خاں صاحب خاکوانی نے حال ہی میں شائع کرائی ہے اور چک بدھانوالہ ڈاک خانہ ریلوے سٹیشن تخت محل ضلع بہاول نگر سے مل سکتی ہے۔)

### ۲۔ حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری صدر دار العلوم دیوبند

جب حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب میانوالی تشریف لائے تو ان کے خادم خاص و رفیق سفر مولانا سید مغیث الدین شاہ حال مقیم مدینہ منورہ نے بیان کیا کہ حضرت شاہ صاحب نے مولوی حسین علی صاحب کو فرمایا کہ مولانا! سختی نہ کرنی چاہیئے آپ کے تشدد نے آپ کے مخالفین کو بڑھا دیا ہے۔ (مولانا مغیث الدین مدینہ منورہ میں موجود ہیں)

## ۳۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صدر دار العلوم دیوبند

جب ۱۹۴۲ء میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ میانوالی تشریف لائے اور صوفی شیر محمد زرگر کے مکان پر قیام تھا تو جناب مولانا فضل کریم بنیالوی نے حضرت مدنیؒ کے ساتھ اپنے مخصوص مسائل میں بحث کرنی چاہی۔ تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ مولانا! آپ کے تشدد کی وجہ سے آپ کی مخالفت بھی عام ہو گئی اور امت میں بھی تفریق پڑ گئی حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام نے سامری کی صریح بچھڑا پرستی پر وقتی طور پر اس کو نہ روکا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ناراض ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے عذر بیان کیا کہ :۔

اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ۔ تو وقتی طور پر نبیؑ نے قطعی شرک کو برداشت کر لیا اور بے فائدہ امت کی تفریق اور سر پھٹول کو برداشت نہ کیا۔

## ۴۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

**تفسیر بلغۃ الحیران** پنج پیری مولوی صاحب کے ایک دوسرے ہم مشرب نے ایک کتاب بلغۃ الحیران لکھی، جب یہ کتاب چھپی تو مولوی سیف الرحمن صاحب ساکن کٹھیالہ سیداں ضلع گجرات پنجاب وہ کتاب تھانہ بھون لے گئے اور حضرت تھانوی (قدس سرہٗ) کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت تھانوی نے دو چار جگہ دیکھنے کے بعد تفسیر پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ مولوی سیف الرحمن صاحب نے اپنی رائے سے وہ کتاب مسجد کے حمام میں جلا دی اب پنجاب میں یہ خبر اس طرح پہنچی کہ حضرت تھانویؒ نے بلغۃ الحیران جلانے کا حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت تھانویؒ سے پنجاب سے۔ استفسار ہوا کہ تفسیر میں کیا غلطی تھی؟ حضرت تھانوی نے جواب میں لکھا کہ تفسیر میں نے جلانے کو نہیں کہا صاحب کتاب نے اپنے خیال سے جلا ڈالی ہے۔ اور چونکہ اب کتاب موجود نہیں اس لئے میں نشاندہی بھی نہیں کر سکتا کہ کون سے مقامات غلط ہیں۔"

پنجاب والوں نے دوبارہ کتاب تھانہ بھون بھیجی تو حضرت تھانویؒ نے ان مقامات

کی نشاندہی فرمائی جن میں علم باری تعالیٰ کی تنقیص ہے اور پھر ایک طویل مضمون تحریر فرمایا جو اس زمانہ کے رسالہ "النور" میں "تنزیہ علم الرحمٰن عن سمت النقصان" کے عنوان سے شائع ہوا۔ بعد کو یہی مضمون "بوادر النوادر" حصہ سوم میں اور امداد الفتاویٰ حصہ ششم میں بھی شائع ہوا۔ اور پھر راولپنڈی سے علیحدہ طور پر بکیٹ میں بھی شائع ہوا۔ حضرت تھانوی نے اس مضمون کے آخر میں تحریر فرمایا کہ میں ایسی کتاب کو جس میں ایسی خطرناک عبارت ہو بعد حاشیہ تنبیہی کے بھی نہ اپنی مِلک میں رکھنا چاہتا ہوں نہ اپنے تعلق کے کسی مدرسہ میں (اشرف علی ۲۰ رمضان ۱۳۵۷ھ امداد الفتاویٰ حصہ ششم ص۱۲۷)

۶،۵، ۷ ۔ مولانا سید مہدی حسن صاحب، مفتی کفایت اللہ و مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

۱۳۷۰ھ میں جب ہری پور ہزارہ میں اسی فتنہ نے سر اٹھایا تو جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند و صدر مدرس مدرسہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ (حال صدر مدرس دار العلوم فتحیہ اچھرہ لاہور) نے ایک سوال لکھ کر دار العلوم دیوبند، مفتی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دہلی اور مفتی محمد شفیع صاحب مہتمم دار العلوم کورنگی کراچی کی خدمت میں بھیجا تینوں حضرات کا جواب آیا کہ یہ تفسیر گمراہ کن ہے ان کو امام نہ بنایا جائے وغیرہ۔ چنانچہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب موصوف نے وہ فتاویٰ "تفسیر بلغۃ الحیران" علماء دیوبند کی نظر میں" کے عنوان سے بشکل اشتہار شائع فرما دیئے۔ راقم الحروف کو اصل قلمی مسودہ ان فتاویٰ کا بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اشتہار کی پوری عبارت یہ ہے:-

تفسیر بلغۃ الحیران علمائے دیوبند کی نظر میں۔

استفتاء! کیا فرماتے ہیں علمائے دین تفسیر بلغۃ الحیران" کے مندرجہ ذیل مقامات میں۔ آیا جو کچھ اس تفسیر میں لکھا گیا ہے یہ سلف صالحین اور اہلسنت و جماعت کے علمائے دین کے نظریات کے مطابق ہے۔

(۱) آیت کُلٌّ فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ کے ماتحت بلغۃ الحیران ص۱۷۵ میں لکھا ہے یہ علیحدہ

جملہ ہے، ماقبل سے متعلق نہیں تاکہ لازم آئے کہ تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے" اھ

کیا یہ اہل سنت و جماعت کے مسلک سے علیحدگی اور اعتزال کا اظہار نہیں۔ حالانکہ جملہ مفسرین اس سے مراد لوح محفوظ لیتے ہیں اور علمائے دیوبند کا بھی یہی مسلک ہے جیسا کہ مولینا شبیر احمد صاحب نے موضح القرآن میں اس آیت کے فائدہ میں لکھا ہے قدہ بنا مر علیہ کیا یہ رینج پیری، فرقہ علماء دیوبند کے مسلک کے مخالف نہ ہوا؟ اور کیا اس خود ساختہ تفسیر پر "قد جف القلم بما ھو کائن" اور اس قسم کی دوسری احادیث کی تکذیب نہیں ہوتی اور تمام کتب عقائد کی تغلیط نہیں ہوتی؟

۲۔ یاجوج ماجوج کے متعلق صفحہ ۳۰۵ پر ہے "یاجوج ماجوج سے مراد انگریز ہے یا کوئی اور" کیا یہ یاجوج ماجوج کے متعلق وارد روایات کے خلاف نہیں اور یہ مرزائیت کی موافقت نہیں؟

۳۔ بلغۃ الحیران کے صفحہ ۱۵ پر وادخلوا الباب سجدا۔ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو قریب تھا باقی تفسیروں کا کذب ہے" کیا مفسرین کو کذاب کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں تو قائل کا کیا حکم ہے۔

۴۔ اس تفسیر کے صفحہ ۲۲۴ پر مندرج ہے۔ "رسولوں کا کمال بس عذاب الہی سے نجات پا لینا ہے" کیا یہ مرسلین کی تنقیص رکوہین م نہیں۔ عذاب الہی سے نجات اگر رسول کا کمال ہے تو کیا غیر رسول کو نجات نہ ہوگی۔؟

۵۔ صفحہ ۵ پر قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت کے متعلق کہا ہے "یہ بھی کمال نہیں ہے" کیا یہ غلط اور جمہور کے خلاف نہیں؟

۶۔ صفحہ ۱۲۵ پر معتزلہ کا مذہب نقل کر کے لکھا ہے "کہ انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا" یہ اعتزال کی صریح اور واضح تائید نہیں ہے اور کیا یہ قدامت الہی کا انکار نہیں، بینوا و

دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات



## صدر مفتی دار العلوم دیوبند کا جواب۔

مذکورہ سوال میں جو تفسیر "بلغۃ الحیران" سے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔ یہ اہلسنت والجماعۃ اور اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف اور سلف صالحین، صحابہ کرام و تابعین کے مخالف ہیں۔ ان اقتباسات میں معتزلہ کے مذہب کی ترویج بھی ہے اور جمہور مفسرین اہل سنت کی تکذیب بھی۔ بعض آیات کی غلط تعبیر اور تاویل بلکہ تحریف ہے، جس کو قرآن پاک و احادیث شریفہ مشہورہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تفسیر مذکورہ عوام کے لئے گمراہ کن ہے اور ان کے صحیح عقیدہ میں گھپل ڈالنے میں ممد و معاون ہے۔ یاجوج ماجوج کی تفسیر اور تاویل اور کل فی کتاب مبین کے معنی قطعاً غلط ہیں۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی لغو اور باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم پر بھی ضرب کاری ہے جس سے جہل خداوندی کا لزوم ظاہر ہے اور ایسے امور کے اعتقاد پر لزوم کفر کھلا ہوا ہے۔ جس سے ایمان خطرے میں ہے ہمارا علم اس کی شہادت دیتا ہے کہ جس بڑے شخص کیطرف اس تفسیر کی نسبت رکھی گئی ہے ہرگز اس کے یہ عقائد نہیں ہوں گے۔ بلکہ دوسرے لوگوں نے ان کیطرف تمام کتاب کے لئے منسوب کر دیئے ہیں۔ اور اگر بفرض محال ان کے بھی یہی خیالات ہوں جو تفسیر میں مذکور ہیں تو قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے ان کو رد کیا جائے گا۔ اور قرآن و حدیث کے مطابق حکم ہوگا بجز انبیاء علیہم السلام کے، ہر شخص کا قول رد کیا جائیگا۔ اگرچہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، جبکہ اس کا قول عقائد کے مخالف ہو۔ یہ تفسیر مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والے اہل سنت میں داخل نہیں۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے ان کو امام نہ بنایا جائے ایسے عقائد والوں سے اور دوسروں کو کافر و مشرک سمجھنے والوں سے قطع تعلق کر لینا چاہیئے سلام کلام بند کر دینا چاہیئے الا مجبوری اور ضرورت کے وقت جائز ہے۔ بائیکاٹ اور مبتدعین فی الدین سے علیحدگی دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے جو کتب عقائد اور کتب فقہ میں مصرح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ السید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند

مہر دار العلوم دیوبند

له یہ کتاب مولانا حسین علی صاحب کی تصنیف نہیں ہے بلکہ مولوی غلام خان صاحب اور نذر شاہ صاحب نے خود لکھ کر مولانا حسین علی صاحب کے نام لگا دی ہے۔


دیوبندی ریفرنس بک ہے، برائے حوالہ جات

## مولانا مولوی مفتی محمد شفیع صاحب سابق صدر مفتی دیوبند حال کراچی

مندرجہ نمبرات کا مفہوم بلاشبہ عقائد اہل سنت وجماعت سے متصادم ہے اور جب کہ بلغۃ الحیران میں اس قسم کے شنیعہ مضامین موجود ہیں تو مشورہ احقر کا عام مسلمانوں کے لیئے یہی ہے کہ اس کے مطالعہ سے احتراز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

## علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی کا فتویٰ۔

تفسیر مذکور میں نے دیکھی ہے اس میں بہت سے مقامات غلط یا ناقابل فہم ہیں اور بہت سے مقامات مشتبہ عبارت کے ہیں۔ عام مسلمانوں کے سمجھنے اور کام میں لانے کے لائق نہیں۔ فقط۔

تو یہ ہے پنج پیری تفسیر و ترجمہ کی حقیقت جس کے پیچھے ہر سال کئی کم سمجھ دوڑتے پھرتے ہیں، علمائے ربانی حضرات دیوبند نے اس طرز کی تفسیر کو مسلمانوں کے لیئے گمراہ کن مضر اور صحیح عقیدہ کو بدل دینے والی قرار دیا ہے اور ایسے عقائد والے کو اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے اور ایسے عقیدے والے کو امام بنانے سے منع فرمایا ہے اور ان کے پیچھے نماز کو مکروہ قرار دیا ہے اور ان سے سلام کلام بند کرنے اور قطع تعلق کرنیکا حکم دیا ہے۔ ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

## شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی کا فرمان۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ دیا تھا۔ کہ پنج پیری عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہیں اس لیئے پنج پیری عقائد والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں مفصل مطبوعہ رسالہ "ارشادات نصیری" اور رسالہ "السیف المبیر" اور رسالہ جواز التقبیل والانحنام للعلماء والفضلاء" میں دیکھیں، یہ تینوں رسالے پشتو زبان ہی میں ہیں۔ اور کتب خانہ رحیمیہ محلہ جنگی عقب قصہ خوانی پشاور شہر سے مل سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ مولانا مولوی نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی پنج پیر کے استاد بھی ہیں۔

مولوی غلام خان صاحب کی دوسری تصنیف "جواہر القرآن" کی تردید میں مولوی عبدالشکور صاحب نے ایک کتاب بنام "ھدایۃ الحیران فی جواھر القرآن" لکھی ہے اس کتاب پر مولانا محمد یوسف بنوری کے رسالہ "بینات" کراچی بابت ذیقعدہ سنہ ۱۳۹۰ھ کے صفحہ ۶۱ پر درج ذیل تبصرہ شائع ہوا ہے۔ جو من و عن بغیر تبصرہ درج ہے "جواھر القرآن" کے متعلق بھی اکابر حضرات دیوبند کی آراء گرامی کا اس تبصرہ سے اندازہ لگ سکتا ہے۔

# نقد و نظر

## ہدایۃ الحیران فی جواھر القرآن

زیر نظر کتاب میں مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی کی تفسیر جواہر القرآن" کے سات مقامات پر تفصیلاً پچیس مقامات پر اجمالاً اور بقیہ تمام کتاب پر اصولاً تنقید کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ "جواہر القرآن" میں جابجا جمہور مفسرین اور مسلک اہل حق سے انحراف و اعتزال پایا جاتا ہے مصنف کی گرفت بڑی مضبوط متین اور برمحل ہے اور انہوں نے تنقید میں ذہانت و فراست، سلیقہ مندی اور شرافت نفس کا ثبوت دیا ہے۔ مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا خیر محمد ملتان اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس کتاب کو حرفاً حرفاً سنکر اس کی تصویب فرمائی ہے ہمارا مشورہ ہے کہ...... جن حضرات کی نظر سے جواہر القرآن" گذری ہو انہیں "ہدایۃ الحیران" کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے —— ہمارے اکابرین کی خاص روایت رہی ہے کہ جب کسی علمی لغزش پر انہیں متنبہ کیا گیا انہوں نے اس سے فوراً رجوع کر لیا اس کے برعکس زائغین کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بار جو بات انکے قلم سے نکل گئی اس سے رجوع کرنے کو انہوں نے اپنی توہین سمجھا اور متنبہ کرنیوالوں کو اپنا حریف سمجھا ہمیں توقع ہے کہ مولانا غلام اللہ خان اہل حق کی سنت دائمہ پر عمل پیرا ہونگے اور جواہر القرآن" کے جن مقامات کو مخدوش قرار دیا گیا ہے ان سے برأت کا اعلان فرما دینگے اور متنبہ کرنے والوں کے ممنون ہونگے اور یہ ان کی انصاف پسندی کا عالی ظرفی اور حق پروری کی دلیل ہوگی۔ —— واللہ ولی التوفیق ——

# باب چہارم

## حضرات علمائے دیوبند دوسرے اکابرِ ملت کی نظر میں

آج جبکہ ملک میں اندرونی اور بیرونی فتنوں کی گرم بازاری ہے۔ عیسائی مشنری قادیانی گروہ اور بے دینی کے دلدادہ مسلمانوں کے متاع ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہے پاکستان میں بے علم واعظین دیوبندی بریلوی تنازع کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دے رہے ہیں۔ تقریباً ایک سو تئیس (۱۲۳) سال ہونے کو آئے ہیں کہ دیوبند اور بریلی دونوں ہندوستان میں رہ گئے ہیں مگر تاحال اشتعال انگیز تقریریں اور اخلاق سے گرے ہوئے حربے مسلسل استعمال کئے جا رہے ہیں اسلام کے دشمن اسلام کو ختم کرنے کے لیے لگاتار مصروف عمل ہیں شیطان ننگا ہو کر کبڈی کھیل رہا ہے اور جس فتنہ کے فروغ سے صرف فتنہ ہائے باطل کو فائدہ پہنچ رہا ہے کوئی نہیں جو اس فتنہ کو ختم کرے۔ تو اس باب میں ہم دکھائیں گے کہ حقانی علمائے اسلام (دیوبندی بریلوی) کا آپس میں کیا تعلق تھا۔

### حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی۔

حضرت پیر صاحب کا جو رتبہ علماء و مشائخ ملک میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آپ بیک وقت عظیم پیر طریقت بھی تھے اور جید عالم و فاضل بھی حضرات علمائے دیوبند سے آپ کے عمدہ مراسم تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ موضع سالار گاہ میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہادر دین امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ ہو گیا تھا اس تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی۔ اور دونوں طرف کے علماء مقررہ شدہ دن پر موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے پہلے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز

پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں چنانچہ اس بات پر مختلف فریق کا اتفاق ہو گیا اور مختلف طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ اشرف خان کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۴) حضرت مولانا خلیل احمدؒ انبیٹھوی اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہٗ) کو یہ بات ناگوار گزری۔ فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ یہ تحریر آج بھی مولانا سراج الدین صاحب کے پاس موضع سالار گاہ میں موجود ہے۔

۲۔ "رسالہ [illegible]" میں مولانا اسمٰعیل شہید اور مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کے درمیان مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر کے اختلاف پر لکھتے ہیں۔

"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا اتفاق تعبیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فریقین اعنی اسمٰعیلیہ و خیر آبادیہ میں سے شکر اللہ سعیہم باقی سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات و لکل امرء ما نوی۔" (رسالہ [illegible] طبع دوم ص ۶)

۳۔ حضرت پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک فتویٰ متعلقہ فرار الطاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ (حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی زندگی میں) اپنی ایک کتاب فتوحات صمدیہ (مطبوعہ ملتان بار سوم ص ۱۱۲) میں درج کیا ہے اور اس پر جلی قلم سے بعنوان "نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی عم فیضہٗ" خود تحریر فرمایا ہے۔

۴۔ یہ تو زندگی کا واقعہ ہے اور مولانا گنگوہی کی وفات کے بعد اپنی کتاب التبیان الحاسمہ فی جواب البیان والاغاثہ کے دیباچہ میں صفحہ اول پر لکھا ہے۔

"جناب مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم و مغفور" گویا زندگی میں مولانا گنگوہی کے لئے عموم فیضان کی دعا "عم فیضہ" لکھ کر کی اور بعد وفات آپ کیلئے مرحوم و مغفور کے الفاظ لکھے مزید ملاحظہ ہو۔

۵۔ کسی شخص نے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف نور اللہ مرقدہ سے دریافت کیا! آپ مولانا قاسم صاحب سے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔؟

حضرت پیر صاحب نے جواباً پوچھا کہ "تم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو۔؟ سائل نے عرض کیا کہ جی ہاں انہی کے متعلق۔!

تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا۔" وہ۔ یعنی مولانا نانوتوی حضرت حق تعالیٰ کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔" (رسالہ اسوۂ اکابر ص۲۷) مولانا محمد سعید صاحب مرحوم خطیب جامع مسجدی نیروبی علی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نے اپنی کتاب "خزینہ معرفت" میں اپنے مرشد حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کا یہ ملفوظ درج کیا ہے:۔ "دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک مولینا سید انور شاہ ہیں۔" (منقول از رسالہ اسوہ اکابر ص۳)

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن صاحب چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ ہری پور ہزارہ کے قادری طریقہ کے مشہور باکمال بزرگ گذرے ہیں۔ ہری پور شہر میں آپ نے ایک دینی درس گاہ بنام مدرسہ رحمانیہ بھی قائم فرمایا تھا آپ کے ایک مرید مولانا سکندر علی موضع شاہ محمد میں رہتے تھے۔ مولانا موصوف حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی ثم مدنی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے حلقہ درس سے مولانا عبدالحنان صاحبؒ

۲۱ کہ میں سوال و جواب کے وقت میں حضرت پیر صاحبؒ کی خدمت میں موجود تھا۔

اجلہ علماء شرف تلمذ حاصل کر چکے ہیں۔ حضرت مولانا سکندر علی صاحب چونکہ خود دربار چھوہر شریف سے وابستہ تھے۔ تو لازماً آپکے شاگرد بھی حاضر ہوگئے رہتے تھے۔ چنانچہ کتابیں ختم ہو جانے کے بعد مولانا عبدالحنان صاحب اور مولانا محمد نعمان صاحب ساکن موضع بیدڑہ تحصیل مانسہرہ آخری ملاقات کے لئے حاضر ہوئے حضرت مولانا عبدالحنان نے پوچھا کہ یاحضرت! ہماری کتابیں شاہ محمد میں ختم ہو چکی ہیں۔ اب ہندوستان دورہ حدیث پڑھنے کے لئے جانا ہے تو ہم کون سے مدرسہ میں جائیں حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ "دیوبند شریف جانا وہاں بہت اچھی تعلیم ہوتی ہے۔"

مولانا محمد نعمان صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی عبدالحنان صاحب کے سوال کے بعد میں نے پوچھا کہ حضرت! میں کس مدرسے میں جاؤں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ "تمہارے لئے میں نے کوئی اور مدرسہ تو نہیں بنایا تم بھی دیوبند شریف جانا۔"

اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت موصوف کی زندگی میں اور آپ کے وصال ۱۳۴۲ھ کے بعد بھی اس مدرسہ میں طویل عرصہ تک دیوبند کے فارغ التحصیل علماء ہی پڑھاتے رہے جن میں مولانا سکندر علی صاحب ساکن شاہ محمد مولانا عبداللہ صاحب ساکن علی خان، مولانا خلیل الرحمٰن سکندرپوری اور مولانا حبیب الرحمٰن ساکن کھلا مولانا عبدالعزیز رونگاں، مولانا عبدالرؤف صاحب رکالنجر، مولانا عبدالرؤف صاحب میرپاں، مولانا فقیراللہ صاحب رحمانیہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ مولانا محب النبی صاحب ساکن بھوئی ضلع اٹک جو آج کل مدرسہ رضویہ ضیاءالعلوم سبزی منڈی راولپنڈی میں صدر مدرس ہیں۔ مدرسہ فتحپوری دہلی میں مولانا سلطان محمود صاحب سے آپ نے دورہ حدیث شریف پڑھا ہے۔ اور اسی مدرسہ رضویہ کے مہتمم مولانا شاہ حسین الدین صاحب کے والد ماجد مولانا شاہ ضیاالدین مدظلہٗ نے علامہ کفایت اللہ صاحب سے دورہ حدیث لیا۔ ان کے چچا مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و مغفور مولانا غلام رسول مرحوم ساکن انہی ضلع گجرات کے شاگرد تھے۔ اسی طرح دربار چورہ شریف ضلع اٹک کے حضرت پیر احمد شاہ صاحب اپنے جد امجد

حضرت خواجہ علاء الدین محمد صاحب چوردی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے دیوبند تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت حافظ حاجی عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عید گاہ راولپنڈی نے اپنے صاحبزادہ مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب مرحوم کو دیوبندیوں کے مدرسہ میں تعلیم دلوائی حضرت حاجی حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب کو دیوبند سے تعلیم دلوائی۔ ایسے ہی حضرت خواجہ محمد عمر صاحب بیربل شریف ضلع سرگودھا نے مدرسہ امینیہ دہلی میں مفتی کفایت اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ سے تعلیم حاصل کی

مفتی اعظم گولڑہ شریف کے مزید فتوے :۔ ضلع جھنگ کے ایک صاحب نے سوال کیا۔ علماء مذکورہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حسین احمد مدنی و سید انور شاہ دیوبندی وغیرہ کو کافر قرار دے کر ایسے قول و فعل و ذات پر لعنت کرتا اور کراتا ہے بر سر اجلاس عوام الناس کو اس فعل پر بیدار کرتا ہے غرض یہ ہے کہ یہ جماعت قابل لعنت ہے یا نہیں اگر نہیں تو مفتی اور اس کے ساتھی متبعین کس جرم کے مستحق ہیں۔ (بینوا و توجروا)

۱ الجواب :۔ اشخاص مذکورین مومن ہیں اور جو شخص مومن کو کافر کہے اور اس پر لعنت کرے وہ کفر و لعنت اسی شخص پر ہوگی۔ (غلام محمد عفی عنہ مقیم گولڑہ شریف)

۲۔ مفتی غلام محمد صاحب موصوف نے ہی ایک دوسرے اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "واضح ہو کہ علماء دیوبند مسئول عنہم شکر اللہ سعیہم ان کی نیات مبنی بر خیر تھیں، یعنی یہ لوگ نیک نیت تھے اور چند مسائل کی وجہ سے جو لوگ ان کی نسبت زبان دراز ہیں، ہمیں اس سے خداوند کریم نے محفوظ رکھا ہے اور آئندہ بھی اس کی درگاہ سے انکے لئے خیر خواہ ہیں۔ فقط۔ دیکھو رسالہ آئینہ مذہب مطبوعہ بہتی پریس جالندھر صفحہ ۳۰۔

۳۔ ایک اور اسی قسم کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ "یہ لوگ پکے باایمان تھے اور جو شخص ان کو کافر کہے وہ خود پورا مومن نہیں ہے ایسے شخص کے پیچھے اقتداء نہ کرنی چاہیئے۔"

"احقر کو اس فتویٰ سے اتفاق ہے۔" (مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف بقلم خود)

"فقیر کو اس فتوےٰ سے پورا اتفاق ہے میں خود مذکورہ بالا حضرات کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو بالکل جائز سمجھتا ہوں۔ (فقیر سید فیض الحسن نقشبندی سجادہ نشین آلو مہار شریف)

" ناچیز کو اس فتوےٰ سے اتفاق ہے ناچیز مندرجہ بالا بزرگان کو باایمان متقی جانتا ہے ان حضرات کو برا کہنے والا لائق امامت نہیں (سید احمد قادری سری کوٹی فاضل دیوبند متوطن ہری پور ہزارہ)

۴۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے خاص الخاص فیض یافتہ علامہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور فرماتے ہیں " مولانا محمد قاسم صاحبؒ، مولانا رشید احمد صاحب کا زمانہ میں نے نہیں پایا۔ مولانا خلیل احمد و مولانا محمود حسن صاحب کی ایک دفعہ زیارت کی ہے مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی ایک دفعہ زیارت اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ کسی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں سے متعلق یہ ہے کہ یہ سب علماء ربانیین اور اولیائے امت محمدیہ سے تھے۔ احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد بھی ہے اور اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ ہے اور استفادہ اور قبول عام ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دامت برکاتہم کے خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ شائد وہ اس صدی کے مجدد ہیں فقط ۱۲ رجمادی الثانی ۱۳۵۵ھ آئینہ مذہب صفحہ ۳

(۵) مولانا عزیز الرحمان خانصاحب سجادہ نشین و مہتمم یتیم خانہ خانقاہ حال مقیم سرگودہا حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی حنفی چشتی کی رائے سے (جو علمائے دیوبند کی تعریف میں ہے) اتفاق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں " میں کلیۃ طور پر متفق ہوں بلکہ حضرت والد صاحب (پیر عبدالخالق صاحب جھانخیلاں والے) کا بھی یہی مسلک تھا۔ فقط حوالہ مذکورہ بالا۔

(۶) مولانا محمد اسماعیل شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین کرمونوالہ فاضل دیوبند فرماتے ہیں۔ "غریب تو اکابر دیوبند صاحبان کا تابعدار ہے"۔ فقط دیکھو حوالہ مذکورہ بالا (باقی صفحہ ۶۲ پر دیکھیں)

# خاتمہ

گذشتہ صفحات پر حضرات اہل سنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مسلک اور جناب مولوی طاہر صاحب کے اکابر کے عقائد خاصی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ مقصد صرف احقاق حق اور تصویر کا حقیقی رخ بے نقاب کرنا تھا کوئی مزید اختلافی مسئلہ پیدا کرنا نہیں ہے۔ آج جبکہ عامۃ المسلمین کی ایک تعداد مغربی فرنگی تعلیم و تہذیب کی دلدادہ ہو کر اصل اسلام سے ہی ناواقف ہوتی چلی جارہی ہے تو ان حالات میں صحیح اسلام کو پیش کرنا جس سے عام مسلمانوں کا ایمان بچ سکے تمام تحقیقاتی موشگافیوں سے مقدم ہے۔ دین حنیف سے کچھ ناواقف اگر ایک طرف بہت سی قطعی غیر اہم باتوں کو فرض و واجب کی طرح لازم قرار دے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف کچھ ناواقف حضرات بہت سی ضروریات دین کا ہی انکار کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو افراط و تفریط سے بچائے اور اولیائے ربانی اور علمائے حقانی کے دامن اطہر سے وابستگی و اتباع کی توفیق نصیب فرمائے اور راہ اعتدال پر ہمیشہ گامزن رکھے۔ اس نازک دور و فتنہ آخر زمان میں مسلمانوں کو خصوصاً صراط مستقیم پر چلنا اور اتفاق و اتحاد پیدا کر کے باطل قوتوں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا بیحد ضروری ہے۔ اور ادارہ مجددیہ تمام مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد اور الفت و محبت قائم رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔

آخر میں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طویل قصیدہ مدحیہ کے کچھ اشعار آبدار رسالہ کے حسن خاتمہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں اور اسی مدح و ثنا پر اس باب کو ختم کیا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَخَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

## اشعار

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک قصیدہ مدحیہ میں حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو ابو البشر کے خدا
اگر وجود تمہارا نہ ہوتا آخر کار

ہیولیٰ میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود
بجا ہے تم کو اگر کہیئے مبدء الآثار

بجز خدائی نہیں چھوڑا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

بجز خدا کے بھلا تجھ کو کوئی کیا جانے
تو شمس نور ہے تشبیہ غلط اور بعد الابصار

مدد ہو اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

از نقش حیات جلد اول ص۱۵۰ مؤلفہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ

# باب پنجم

## علماء دیوبند پر الزامات کا جواب

بفضلہ تعالیٰ علماء دیوبند مذاہب اربعہ کو صحیح مانتے ہیں خود مذہب حنفی کے پیرو ہیں۔ نیز طریقت کے چاروں سلسلوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور خود چشتی، نقشبندی سلسلوں میں پیری مریدی کرتے ہیں۔ معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء عظام کو دل و زبان سے تسلیم کرتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ خود صاحب تصرفات و کمالات بھی ہیں۔ اس کے باوجود بقول شاعر ؎

"اس خطا پر مجھے مارا کہ خطا کار نہ تھا"

کچھ حلقوں کی طرف سے علماء دیوبند پر ناکردہ گناہ الزامات لگا کر تفریق بین المسلمین کی مذموم و قابل صد نفرت کوشش کی جاتی رہی ہے جس کا سیاسی معاشی دنیاوی فائدہ خالصتاً باطل فرقے اٹھاتے ہیں اور مسلمان ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں اس لئے بعد مختصر طور پر چند مشہور الزامات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ واللہ الہادی۔

# مسلک ارجمند علمائے دیوبند

حضرات علمائے دیوبند کا مسلک ہے کہ علمائے بریلی کے پیچھے نماز صحیح ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ منشی محمد جعفر تھانیسری سابق اسیر جزائر کالاپانی نے حضرت سید احمد بریلوی قدس سرہ کے حالات میں ایک کتاب "تواریخ عجیبہ" موسوم بہ سوانح احمدی لکھی ہے اس کی جلد اول کے صفحہ ۱۹۳ (طبع اول ۱۳۰۹ھ) میں لکھا ہے۔

"جب عید کی نماز کا وقت آیا تو سب موحدوں نے جمع ہو کر مولوی اسمٰعیل صاحب شہید سے عرض کیا کہ امام عیدگاہ بدعتی ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ کسی دوسری جگہ نماز عید پڑھنے کا بندوبست کیا جائے تب مولانا شہیدؒ نے فرمایا کہ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ مسلمین کا باعث نہ ہوں گے۔ وہ (امام عیدگاہ) ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ (محدث دہلوی) کے شاگرد ہیں یہ سب باتیں محض اپنے نفسیات سے کہتے ہیں اپنے عقیدے سے نہیں کہتے"

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث سب ہی عقیدوں کے مسلمان جیلوں میں تھے۔ مولانا ابوالحسنات صاحب مرحوم، مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے تھے اور شاہ صاحب مولانا ابوالحسنات کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے تھے۔ اسی طرح راولپنڈی جیل میں بھی مولانا قاری محمد امین صاحب تراویح میں قرآن پاک سناتے تھے اور سب خیالات و عقائد کے لوگ اکٹھے نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ اور سنی علماء کے اس اتحاد و اتفاق سے طاغوتی طاقتیں انگاروں پر لوٹنے لگیں اور اس اتحاد کو سبوتاژ کرنے کیلئے بہت منظم منصوبہ بندی سے منصوبہ بندی کے ماہر شاطروں نے عظیم اخراجات برداشت کر کے مسلمانوں کی متحدہ صفوں کو پھر سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی مذموم سعی مسلسل جاری کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اپنے اصلی خونی دشمنوں کو پہچاننے کی توفیق بخشے۔

آمین ثم آمین

# اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت

## مسلمانانِ اہل سنت کے لئے غور و فکر کا مقام

ہندوستان میں جب سے اسلام آیا یہ بالکل ایک صاف و شفاف چشمہ کی طرح رہا، ملک کی کل مسلمان آبادی کا ملاً اہل سنت والجماعت احناف پر مشتمل تھی۔ پھر شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ہمایوں نے جب ایران کے شیعہ بادشاہ صفوی سے امداد طلب کی تو اس طرح شیعہ افراد وارد ہندوستان ہوئے اور ملک میں ایک چھوٹے سے جدید فرقہ کا اضافہ ہوا۔ پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے انگریز تجارت کرنے ہندوستان آئے اور یہاں انہوں نے تجارتی اقتدار کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر ملک کو اپنی گرفت میں لینا شروع کر دیا۔ خونخوار عنکبوت کی طرح اپنی جڑیں ملک میں پھیلانی شروع کر دیں اس طرح ۱۸۴۷ء تک پورے ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر ملک کی آبادی کو دھن، دھونس اور دھاندلی سے عیسائی بنانا چاہا تو ردِ عمل کے طور پر ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی ہند کی شکل میں نتیجہ نکلا اور تمام ہندو اور اہلسنت والجماعت مسلمان متحدہ طور پر انگریز کے مدمقابل ہو گئے اس وقت ملک میں دیوبندی، بریلوی جماعتیں موجود نہ تھیں ۱۸۵۷ء کے بعد ۱۸۶۲ء میں درہ خیبر جنگ بلوچستان اور درہ امبیلہ سوات میں مٹھی بھر مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں انگریزی افواج کو عبرتناک شکست فاش ہوئی تو اس کے بعد انگریز کی پالیسی میں تبدیلی آئی اور بقول علامہ اقبالؒ ابلیس لعین نے انگریز کو یہ سبق پڑھایا ؎

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج          ملّا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

چنانچہ انگریز نے اپنی ملعون اور رسوائے زمانہ پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کو بروئے کار لا کر مسلمانوں کو دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث کے ناموں سے تقسیم کر دیا۔ اور اسی طرح دوسرے فرقوں کو بھی جنم دیا۔ اور آپس کی سر پھٹول اور تو تکار کا ایسا مہیب اور خوفناک جھگڑا چلا یا۔

کو علماء کو آپس میں ہی دست و گریبان کر دیا۔ اور بے چارے بے علم اور بے ساختہ عوام کو پریشان اور حیران کر کے رکھ دیا عوام سوچنے لگے کہ وہ کون سے اسلام کو اختیار کریں اور کون سے اسلام کو مسترد کریں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پھر انگریز کے خلاف ۱۸۵۷ء جیسی منظم تحریک کا امکان ہی ختم ہو کر رہ گیا۔ اور اس طرف سے بے فکر ہو کر انگریز نے ۱۹۱۴ء میں نہایت اطمینان سے خلافت اسلامیہ کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیا اور جزیرۃ العرب کو بیسیوں ٹکڑوں میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے خود بیس بلیوں کے درمیان منصف بندر کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ اسرائیل کے ناسور کو عرب کے جگر میں جنم دیا اور جبرالٹر سے ہانگ کانگ تک اپنا ملعون تسلط ہر جگہ قائم کر لیا:

ہمارا مقصد اس باب میں علمائے کرام بریلی و دیوبند شکر اللہ سعیہم الحسنۃ کے اختلاف کے متعلق مناسب تذکرہ کرنا ہے اور عوام اور دونوں طرف کے علمائے کرام کے ذہن نشین یہ امر کرنا ہے کہ اکابر بریلی و دیوبند کم و بیش نصف صدی سے مرحوم و مغفور ہو کر اپنا مقام جنت الفردوس میں بحکم اللہ تعالیٰ بنا چکے ہیں۔ ان کی تصنیفات بھی آؤٹ آف پرنٹ ہو چکی ہیں۔ اس لئے ملت اسلامیہ کی فلاح و نجات کا اشد ترین تقاضا یہ ہے کہ دونوں طرف کے علماء اب حالات کے رخ کو پہچانیں اور مسلمہ باطل کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد و متفق ہو جائیں۔ اور خدا کے واسطے اپنے اختلافات کو فوراً ختم کر دیں۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ آمین یا رب العٰلمین

(بقیہ آمدہ از صفحہ ۵۵) **حضرت خواجہ ضیاء الدین دار العلوم دیوبند میں:** حضرت مولانا خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ و الماجد مولانا خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ۔ ۱۹۲۷ء میں

دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دار العلوم دیوبند میں حضرت خواجہ صاحب کا شاہانہ استقبال کیا گیا اور ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں سہارنپور میرٹھ تک کے احباب آئے خود حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا اور حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے ان کے خادم خاص مولانا ظہور احمد بگوی نے جوابی تقریر کی اور بڑی عزت و احترام سے حضرت خواجہ صاحب تین دن دار العلوم میں قیام فرمانے کے بعد واپس تشریف لائے۔ فللہ الحمد۔

# علماء کا اختلاف

علمائے دیوبند اور بریلی کا اختلاف کچھ اندرونی غلط فہمیوں اور زیادہ بیرونی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے خوفناک شکل اختیار کر گیا ہے۔ جس کا نقصان صرف اور صرف مسلمانانِ اہلسنت والجماعت کو پہنچ رہا ہے اور اس اختلاف سے باطل فرقے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور تجربہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جہاں یہ اختلاف ختم ہوا وہیں اہل سنت کو فائدہ پہنچا اور باطل فرقوں کو نقصان۔

حالیہ عام انتخابات ۱۹۷۰ء میں ضلع جھنگ میں دیوبندی بریلوی عوام اور علماء نے متفقہ طور پر اپنے تین سنی نمائندے کھڑے کیے تو ضلع کی کل تین نشستوں سے تینوں سنی امیدوار کامیاب ہوگئے۔ اور عظیم شیعہ رئیس جو چالیس سال سے بلا مقابلہ کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ بیچاروں شانے چت ہوگئے۔ تو تمام پاکستان میں اگر اسی طرح سنی صاحبان آپس میں اتفاق کر لیتے تو پورے ملک میں اہل سنت کا مقابلہ دوسری پارٹیاں ہرگز نہ کر سکتیں پھر بھی آپس کے اختلاف کے باوجود سنی علماء نے پندرہ بیس نشستیں جیت ہی لیں۔

## اختلاف کی حقیقت

بہاولپور میں کافی عرصہ قبل مسلمانوں اور مرزائیوں کا ایک مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کیطرف قادیان کی پوری طاقت اس مقدمہ کی پشت پناہ بن گئی۔ اور مسلمانوں کیطرف سے حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بمعہ علمائے کرام کی جماعت کے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے بحث تھی... مرزائیوں کے کفر کی۔ تو اثنائے بحث میں خلط مبحث کرنے کیلئے مرزائیوں کے وکیل جلال الدین شمس نے ایک اشتہار علمائے بریلی کا شائع کردہ عدالت میں پیش کر دیا۔ اس اشتہار کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ "چونکہ علمائے دیوبند نے حضور علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے یہ کافر ہیں"۔

اس اشتہار کے جواب میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اشتہار ہمارے مخالف نہیں۔ بلکہ ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اشتہار میں ایک فقرہ

یہ بھی ہے کہ جو شخص انبیاءؑ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے تو ہمارا بھی بالکل یہی عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی توہین کرے وہ کافر ہے تو مسئلے کے اس حصہ میں ہم دیوبندی۔ علمائے بریلی کے ساتھ بالکل متفق ہیں ہمارا اور حضرات علمائے بریلی کا اختلاف ارتکاب جرم میں ہے۔ یعنی علمائے بریلی کا خیال یہ ہے کہ ہم نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم نے اس جرم قبیح کا ہرگز ارتکاب نہیں کیا۔ مگر مرزائیوں کے بارے میں تو ہم مسلمانوں کے دونوں فریق دیوبندی، بریلوی اس بات پر بالکل متفق ہیں کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر کے حضور علیہ السلام اور شریعت محمدی کی توہین کی ہے لہٰذا وہ قطعی کافر ہیں۔

سوال :۔ اگر علمائے بریلی نے نیک نیتی سے شبہ سمجھ کر علمائے دیوبند پر یہ الزامات لگائے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے۔

جواب :۔ ایسی صورت میں علمائے بریلی کو ثواب حاصل ہوگا۔ مگر ہمارا اعلان پھر بھی یہی ہے کہ ہم نے اس جرم کا ارتکاب ہرگز ہرگز نہیں کیا۔

اس واقعہ سے سطحی معلومات رکھنے والے حضرات کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ اور ان کو آئندہ آپس کی سر پھٹول کو یکلخت ختم کر دینا چاہیئے۔

## مولانا قاسم نانوتوی پر منکر ختم نبوت ہونے کا الزام۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ثابت کیا کہ حضور علیہ السلام نہ صرف زمانہ ہی کے لحاظ سے سب نبیوں کے آخر ہیں اگر خاتم النبیین قرار پائے بلکہ آپ علیہ السلام اپنی ذات مبارک سے بھی خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ علیہ السلام ذاتی اور زمانی دونوں حیثیتوں سے خاتم النبیین ہیں علیہم السلام۔ اب اس کتاب کے متفرق مقامات کے دیکھنے سے مغالطہ یہ لگا کہ حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کتاب کے صفحہ ۱۴ سے ایک ٹکڑا لیا گیا پھر صفحہ ۲۸ سے ایک ٹکڑا لیا گیا پھر صفحہ ۳ سے ایک ٹکڑا لیا گیا۔ اور سیاق و سباق کو حذف کر کے بغیر تفریق

صفحات ایک مربوط عبارت یوں ترتیب دی گئی۔

ص۱۴ کی عبارت :۔ بلکہ بالفرض آپکے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔

ص۲۸ کی عبارت :۔ بلکہ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا۔

ص۳ کی عبارت :۔ عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

توسطی نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت کے منکر ہیں حالانکہ حضرت تو ختم نبوت کو بہت ہی عجیب و نفیس طریقہ سے ثابت کر رہے ہیں جب اس عبارت کو پڑھ کر لوگوں میں چرچا ہوا تو حضرت مولانا نانوتوی نے ایک اور کتاب مناظرہ عجیبہ لکھی اس کی ابتدا میں لکھتے ہیں۔

"حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں"

نوٹ :۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ جب آپ روز اول ہی سے خاتم النبیین بھی تھے اور اول المخلوقات بھی تھے یعنی تمام انبیاء بلکہ ہر چیز کی تخلیق سے پہلے آپکا نور مبارک اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا۔ اور دوسری سب مخلوقات بمع جملہ انبیاء کرام کی تخلیق آپ کے بعد واقع ہوئی تو آپ اوّل المخلوقات ہونے کی وجہ اللہ فدانا خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے روز اول سے ہی ذاتاً بھی خاتم النبیین تھے۔ اور بطور دنیاوی ظہور کے سب انبیاء کے آخر میں آنے کی وجہ سے زماناً بھی خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر ص۳۹ پر لکھتے ہیں۔

"بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔" یہ ہے اصل حقیقت مولانا نانوتوی کے منکر ختم نبوت ہونے کی۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے سچ کہا ہے۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است۔

گل است و سعدی و در چشم دشمناں خار است۔

## (۱) مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر خدا کے جھوٹا ہونے کا الزام :

مولانا رشید احمد گنگوہی پر الزام لگایا گیا کہ وہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا مانتے ہیں اور یہ عبارت مولانا گنگوہی سے منسوب کی گئی۔ " اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جو شخص بالفعل جھوٹا مانے اسے فاسق بھی نہ کہو کیونکہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا کہ اس نے کہا "

آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ کسی چھپی کتاب کی عبارت ہے بلکہ دعویٰ یوں ہوا ہے کہ یہ عبارت مولانا کے کسی قلمی جواب فتویٰ سے نقل کی گئی۔ حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں ایک صاحب نے استفتاء بھیجا اور صورت حال کی وضاحت چاہی تو مولانا گنگوہی نے اس افتراء کی پر زور تردید کی اور جواب یہ تھا میں لکھا (یہ فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۱۱۹ پر موجود ہے)۔

" ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک اور منزہ ہے کہ اس کو متصف بصفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ۔ اللہ کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن وحدیث کا اور اجماع امت کا ہے۔ وہ ہرگز مومن نہیں ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظّٰلمون علوًا کبیرًا۔

## مولانا تھانوی پر توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام ،

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگایا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جتنا علم غیب حضور علیہ السلام کو دیا گیا ہے اتنا علم غیب تو بچوں اور حیوانوں کو بھی حاصل ہے ۔ اس مختصر رسالہ میں لمبی بحث کی تو گنجائش نہیں مختصر طور پر عام فہم الفاظ میں مسئلہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء میں سے ایک لفظ عالم الغیب بھی ہے۔ اور اس سے مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے کو بتلائے بغیر ہر بات ہر آن اور وقت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے انبیائے کرام کو بطور معجزہ بذریعہ وحی اور اولیائے عظام کو بطور کرامت بذریعہ کشف غیب کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں تو جو بات کسی کے بتلانے سے معلوم ہو تو وہ علم غیب

نہیں ہوتی اور اس بات کے جاننے والا " عالم الغیب " نہیں کہلا سکتا۔

۲۔ جو باتیں غیب کی بطور معجزہ یا کرامت حاصل ہوں وہ ان بزرگوں کی ذاتی معلومات نہیں ہوتیں بلکہ عطائی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے کسی خاص بندے کی بزرگی جتلانے کیلئے اس کو غیب کی باتیں بطور معجزہ کے بتلا دی جاتی ہیں مگر یہ کیفیت گاہے گاہے ہوتی ہے دائمی نہیں ہوتی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۹۲ ج اول باب صفۃ الصلوٰۃ فصل سوم کی اس حدیث پاک کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں۔ (حدیث شریف یہ ہے)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی پچھلی صفوں میں ایک آدمی نے نماز ٹھیک نہ پڑھی تو حضور ؐ نے نماز کے بعد اس آدمی کو فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے تم نے کیسی نماز پڑھی ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے کوئی بات مجھ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ خدا کی قسم میں اپنے پیچھے کے لوگوں کی بھی نماز ایسے ہی دیکھتا ہوں۔ جیسے کہ اپنے سامنے والوں کو۔ روایت کیا اس کو امام احمد نے۔" انتہیٰ۔ آگے شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں۔

"جان لے کہ دیکھنا آنحضرت علیہ السلام کا آگے اور پیچھے وحی سے یا الہام سے بطور معجزہ کے تھا اور ایسا کبھی کبھی ہوتا تھا ہمیشہ نہ ہوتا تھا۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور ؐ کی اونٹنی گم ہو گئی اور پتہ نہ چلا کہ کہاں گئی اس کی تلاش شروع ہوئی تو منافقین نے بکواس شروع کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے کہ میں آسمانوں کی خبریں دیتا ہوں مگر اس کو یہ پتہ بھی نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا مگر وہ بات جو مجھے میرا پروردگار بتلاتا ہے۔ اب میرے پروردگار نے مجھے بتلا دیا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں اٹکی ہوئی ہے اور یہی حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے بغیر تو میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔"

یہی مسلک اہل السنت والجماعت کا ہے۔ شامی جلد اول صفحہ ۳۰۳ بولاق پر ہے کہ اگر کوئی علم غیب ذاتی کسی کے لئے بھی تسلیم کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے عبارت یہ ہے۔ اِدَّعیٰ عِلْمَ الْغَیْبِ بِنَفْسِہٖ یَکْفُرُ

لیکن اگر کسی واسطہ سے غیب کی بات معلوم ہو تو یہ کفر نہیں۔ شامی جلد دوم صفحہ ۲۷٦ بولاق پر ہے (قولہ قیل یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التتارخانیہ انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب ——— قلت بل ذکروا فی کتاب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین بھٰذہ الایت علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ ——— ای لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک اوغیرہ۔ (ترجمہ) (اگر کوئی مرد کسی عورت سے اللہ اور رسول علیہ السلام کی گواہی سے نکاح کرے تو یہ نکاح نہیں ہوتا بلکہ فقہاء نے کہا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے) کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم عالم غیب ہیں۔ مگر فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوگا کیونکہ اعمال امت حضور علیہ السلام پر پیش کئے جاتے ہیں اور رسول کوئی نہ کوئی غیب کی بات جانتا بھی ہے ——— میں (یعنی علامہ شامیؒ) کہتا ہوں کہ ہماری علم عقائد کی کتابوں میں آتا ہے کہ کرامات اولیاء میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کچھ غیب کی باتیں جانتے ہیں (بطور کرامت کے) اور علماء عقائد نے معتزلہ پر رد کیا ہے اور اس آیت (عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ الخ) کا یہ جواب دیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بلا واسطہ اور از خود غیب کی بات نہیں جان سکتا اور اولیاء تو غیب کی باتیں بذریعہ فرشتہ یا کشف کے جانتے ہیں اور وہ باعلام اللہ ہوتی ہیں از خود نہیں ہو سکتیں۔ تو ایسا اعتقاد کفر نہ ہوا۔ اور یہی بات مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے لکھتے ہیں" بلاشبہ غیر خدا کیلئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں ہے۔ (خالص الاعتقاد ص۲۸) پھر مولانا ہی نے رسالہ انباء المصطفےٰ میں تصریح فرمائی ہے کہ" خدا کا علم قدیم حضورؐ کا حادث، خدا کا علم ذاتی حضورؐ کا علم عطائی خدا کا علم ممتنع التغیر والتبدل حضورؐ کا ممکن التغیر والتبدل خدا کا علم غیر محدود ——— حضورؐ کا علم محدود۔" الخ تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور

علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تھا غیر محدود نہ تھا. محدود تھا. تو محدود حد تک تو ہر جاندار کو بھی کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسروں کو نہیں ہوتا مشاہدہ ہے کہ چیونٹی کو بارش سے پہلے بارش کا علم ہو جاتا ہے گندگی کے کیڑے کو گندگی کے ذائقہ اور بو کا جس طرح علم ہوتا ہے دوسرے کو ویسا علم ہرگز نہیں ہو سکتا. تو کوئی ایسی بات جاننے سے جو کسی دوسرے کو معلوم نہ ہو۔ "عالم الغیب" کہلایا جا سکتا ہے. تو ایسی ایک آدھ بات تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے. کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہہ دیا جائے. حالانکہ ایسے کوئی بھی نہیں کہتا. تو یہی بات مولانا تھانوی نے لکھ دی تو زور دار بلکہ شور دار اعتراض کیا گیا. کہ مولانا تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علم کو صبی و مجنوں بلکہ حیوانات و بہائم جتنا کہہ دیا بد دیانتی کی حد ہو گئی کہ "ایسے" کو "اتنا" بنا دیا گیا. جب غوغا زیادہ ہوا تو مولانا تھانوی سے کسی نے سوال کیا کہ "کیا آپ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے کہ حضورؐ جتنا علم غیب تو ہر بچے، پاگل بلکہ جانور کو بھی حاصل ہے"۔ اس کے جواب میں مولانا تھانوی نے لکھا کہ یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا. بلکہ میرے دل میں کبھی خبیث مضمون کا خیال بھی نہیں گذرا نہ میرا یہ اعتقاد ہے اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد زبان سے بھی یہ بات کہدے تو میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں. پھر علمائے دیوبند نے متفقہ طور حضور علیہ السلام کے علم پاک کے متعلق اپنے اس واضح عقیدہ کا اعلان کیا۔

"ہم دل و زبان سے معتقد و قائل ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے جن کا ذات و صفات اور اسرار مخفیہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا نہ کوئی مقرب فرشتہ نہ کوئی نبی اور رسول اور بے شک آپ کو اولین اور آخرین کا علم عطا ہوا ہے اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے (المہند جواب ۱۸) علماء دیوبند قصیدہ بردہ شریف اکثر پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں حضرت شیخ الہند کے

کے والد ماجد رحمہا اللہ تعالیٰ نے قصیدہ بردہ کی شرح بھی لکھی ہے اس قصیدہ کا ایک مصرعہ مبارک یہ بھی ہے ۔ "ومن علومك علم اللوح والقلم" (ترجمہ یہ ہے۔ "اور آپؐ کے بعض علوم میں سے لوح و قلم کا علم بھی ہے" والحمد للہ علیٰ ذالك ۔

**مولٰینا تھانوی کی عبارت کی تبدیلی**

حفظ الایمان میں مولانا تھانوی کی عبارت یوں تھی ۔
"پھر یہ کہ آپؐ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو سوال یہ ہے کہ اس غیب سے کل غیب مراد ہیں یا بعض غیب (کل غیب کا تو کوئی بھی قائل نہیں) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے اگر بعض غیب جاننے کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے) ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتا ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے ؟"

آج سے تقریباً نصف صدی قبل ماہ صفر ۱۳۴۳ھ میں بعض مخلصین نے مولینا تھانوی کو مشورہ دیا کہ حفظ الایمان کی وجہ سے مخالفین عوام کو بھڑکاتے ہیں اس لئے اس عبارت کو بدل دیا جائے تاکہ مسئلہ تو واضح ہو جائے مگر اعتراض ختم ہو سکے تو مولانا نے عبارت میں یہ تبدیلی فرما دی اور "تغییر العنوان" کے نام سے ایک رسالہ میں اسکا اعلان بھی کر دیا اور عبارت "ایسا علم غیب تو حاصل ہے" کو یوں بدل دیا۔ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ ہی کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہو تا آخر الخ" تو بحث اب صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث شریف نقل کر کے اس تحریر کو ختم کیا جاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے چوری کی ہے! اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے چوری نہیں کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے آپ کو جھٹلاتا ہوں (مشکوۃ شریف باب ما ینہی من التہاجر والتباع العورات فصل سوم) توجیب علماء دیوبند تمام غلط الزامات کا انکار کر کے عرصہ ہوا دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو زبردستی انکو ملزم بنا کر ملت میں سر پھٹول کو جاری و باقی رکھنا ہرگز دین کی خدمت نہیں ہے۔ اللہ صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

— تمت بالخیر —

موضع مانکی ضلع مردان کا تعارف

— حسب ارشاد —

حضرت مولینا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ العالی

— پیش کردہ —

مولوی غریب اللہ - ناظم و مہتمم دارالعلوم محمدیہ

مقام و ڈاکخانہ مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان

دارالعلوم حکومت پاکستان کیطرف سے رجسٹرڈ ہے اور اسکے عطیہ جات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں

# خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

## تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پاک خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے

● ناظرین روداد ہذا کی خدمت میں گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھیں

● حساب کی تحریر و ترتیب میں ہر ممکن طور پر احتیاط برتی گئی ہے مگر پھر بھی کسی مقام پر سہو یا لغزش نظر آئے تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

◉ دارالعلوم ہذا حکومت پاکستان کی طرف سے رجسٹرڈ ہے۔

◉ دارالعلوم مجددیہ کے نام سے کسی صاحب کو امداد دینے سے قبل پوری تسلی کرنا ضروری ہے تاکہ آپ کی رقم جعل سازوں کی دست برد سے محفوظ ہے دارالعلوم کا حساب بنک میں جمع ہے اور چیک بھی وصول کئے جاتے ہیں۔

◉ حکومت نے دارالعلوم مجددیہ کو دیئے گئے عطیات کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے لہٰذا اس صدقہ جاریہ میں زیادہ حصہ شامل کیجئے۔

◉ دارالعلوم مجددیہ کے اپنے کارکن عطیات کی وصولیابی کیلئے جاتے ہیں دارالعلوم کا کوئی سفیر نہیں ہے لہٰذا عوام الناس جعل سازوں سے ہوشیار رہیں کہ اگر کوئی سفیر دارالعلوم کے نام سے چندہ وصول کرے تو اس کو پولیس کے حوالے کر کے درج ذیل پتہ پر ہمیں اطلاع کریں۔

پیش کردہ

## مولوی غریب اللہ ناظم و مہتمم دارالعلوم مجددیہ

موضع مانکی ضلع مردان